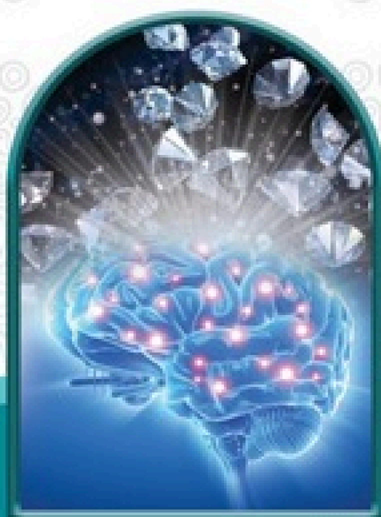
کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل

جواہر المنطق

صفحات 124



تالیف:

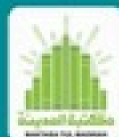
مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی

پیشکش:

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

Islamic Research Center

R&D Kanzul Madaris Board



الناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

جواھر المنطق

معروف بہ

فیض المنطق

مرتبہ

مولٰینا بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری

پیش کش:

المدینة العلمیة

Islamic Research Center

(شعبہ درسی کتب)



ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی



نام کتاب : **جواہر المنطق معروف بہ فیض المنطق**

مؤلف : مولٰینا بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری

کل صفحات : 124

طباعت اول : 8 نومبر 2021، ۲ربیع الثانی ۱۴۴۳

تعداد :

ناشر : مکتبۃ المدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی

مکتبۃ المدینہ کی بعض شاخیں

01 ❁...... کراچی: فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی	فون: UAN: +92 21 111 25 26 92
02 ❁...... لاہور: داتادربار مارکیٹ گنج بخش روڈ	فون: 92 312 4968726
03 ❁...... فیصل آباد: امین پور بازار	فون: 041-2632625
04 ❁...... میرپور کشمیر: فیضانِ مدینہ چوک شہیداں میرپور	فون: 05827-437212
05 ❁...... حیدرآباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن	فون: 022-2620123
06 ❁...... ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ	فون: 061-4511192
07 ❁...... راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ	فون: 051-5553765
08 ❁...... نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB بینک	فون: 0244-4362145
09 ❁...... سکھر: فیضانِ مدینہ، مدینہ مارکیٹ بیراج روڈ	فون: 0310-3471026
10 ❁...... گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ	فون: 055-4441616
11 ❁...... گجرات: مکتبۃ المدینہ فوارہ چوک	فون: 0333-6261212 053-3512226

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد المتفرد المتنــــزه عن سمات الحدوث والعيب والنقصان؛ الذي جعل رسوله سيدنا محمدا صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم عالماً **بالكلّيات والجزئيات مما** يكون وما كان وأوجب التصديق بنبوته صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم على كافة الخلق من الملك والجن **والانسان**؛ وغيرهم من الموجودات التي لا يعلم إحصائها إلا ربها القادر الجبار الحكيم المنان؛ وأفضل الصلاة وأكمل السلام من الله العزيز الرحيم الكريم الرحمٰن؛ على من أرسله رحمة للعالمين من الملك والفلك و**الجماد والجسم النامي والحيوان**؛ وغيرها من الكائنات **مما** هو مستور عنا وما هـــو لنا عيان؛ وعلى آله وأصحابه الذين أقاموا لإعلاء الكلمات **اليقينيات الحجة والبرهان**؛ وعلى علماء ملته من أهل النظر وشهداء محبته من أصحاب **التصور** ومشايخ طريقته من أرباب **الإذعان**؛ لاسيما على السيد الكريم الغوث الأعظم الجيلاني والشيخ المجدد الإمام أحمد رضا البريلوي الداعي إلى عقائد أهل الإيمان۔

تمہید

جس طرح گفتگو اور بات چیت میں غلطی سے بچنے کے لیے نحو وصرف کے قواعد اور اصول معلوم کر کے ان کی پابندی کرنی پڑتی ہے یونہی غور و فکر اور اس سے نتیجے نکالنے میں غلطی سے بچنے کے لیے فنِ منطق کے اصول اور قوانین کی پابندی ضروری ہے پھر چونکہ غور و فکر کا تعلق علم سے ہے اور علم کا مسکن اور ٹھکانا ذہن ہے، اس لیے ذیل میں **علم** اور **ذہن** کی توضیح پیش کی جاتی ہے۔

ذہن: انسان کی اُس قوت کا نام ہے جس میں اشیاء کی صورتیں چھپتی ہیں۔ ذہن ہی کو قوتِ درّاکہ اور قوّتِ مُدرِکہ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: آئینہ میں بھی صورتیں چھپتی ہیں تو کیا آئینہ اور ذہن میں کچھ فرق ہے؟

جواب: آئینہ اور ذہن میں کئی طرح سے فرق ہے چنانچہ

۱۔ خود آئینہ نظر آسکتا ہے، اس کو چھوا جاسکتا ہے لیکن ذہن نہ تو نظر آسکتا ہے اور نہ اس کو چھوا جاسکتا ہے۔

۲۔ آئینہ میں شے کا صرف ایک رخ چھپتا ہے اور ذہن میں شے کی پوری تصویر چھپتی ہے۔

۳۔ آئینہ میں ہوا، آواز، خوشبو، بدبو، میٹھے، کھٹے کی صورتیں نہیں چھپتی ہیں، آئینہ میں صرف انہیں چیزوں کی صورتیں چھپتی ہیں جو نظر آسکیں اور ذہن میں ہر اس چیز کی صورت چھپ سکتی ہے جو دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، چھونے، یا سوچنے میں آئے مثلاً زید، آواز، خوشبو، میٹھا، ہوا اور مفہوم کی صورتیں ذہن میں چھپ سکتی ہیں۔

سوال: کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو چھونے میں آئے لیکن دیکھی نہ جاسکے؟

جواب: ہاں وہ "ہوا" ہے جو دیکھی نہیں جاسکتی اور چھوئی جاسکتی۔

سوال: وہ کونسی چیز ہے جو نہ تو نظر آسکتی ہے نہ سنی جاسکتی ہے، نہ سونگھی جاسکتی ہے، نہ چکھی جاسکتی ہے اور نہ چھوئی جاسکتی ہے لیکن سوچی جاسکتی ہے۔

جواب: بہت سی چیزیں ہیں جیسے، بھوک، پیاس، درد، علم، جہل وغیرہ۔



علم

پیارے بچو! منطقیوں نے علم کی کئی تعریف کی ہے۔ ہم تمہاری سمجھ کے مطابق ان میں سے آسان تعریف[1] انتخاب کرکے ذیل میں لکھتے ہیں۔

علم: ذہن میں شے کی چھپی ہوئی صورت کو کہتے ہیں۔ مختصر لفظوں میں یوں سمجھو کہ شے کی صورتِ ذہنیہ[2] کا نام علم ہے۔

سوال: عربی لغت میں تو علم کا معنی انکشاف یعنی "جاننا" بتایا گیا ہے اور یہاں علم کا معنی صورت ذہنیہ ہے تو "جاننا" اور صورت ذہنیہ میں کیا تعلق ہے؟

جواب: ان دونوں میں بڑا گہرا تعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ شے کی صورت ذہنیہ کے ذریعہ شے کا جاننا ہوتا ہے یعنی جب ہمارے ذہن میں کسی شے کی صورت چھپتی ہے تو ہم اس کو جان لیتے ہیں۔

---

(1) یہ تعریف منطقیوں کے مسلک پر لکھی گئی ہے۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک علم وہ نور ہے کہ جس کے دائرہ میں جو شے آجائے وہ منکشف ہوجائے ملاحظہ ہو ملفوظات سرکاراعلیٰ حضرت حصہ دوم، ص ۵۳۔

(2) ملاحظہ ہو بدایۃ المنطق ص ۳، مصنفہ حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ۔

تصور اور تصدیق

جاننا چاہیے کہ منطقیوں نے علم کی دو قسمیں کی ہیں تصور اور تصدیق لیکن چونکہ تصدیق کا سمجھنا نسبت خبریہ کے ذہن نشین ہونے پر موقوف ہے اس لیے ہم پہلے نسبت خبریہ کو بیان کریں گے اس کے بعد تصوراور تصدیق کی تعریف پیش کریں گے۔

نسبت: دو چیزوں کے درمیان لگاؤ کو کہتے ہیں جیسے: قلم کی سرخی، قلم سرخ ہے۔ پہلی مثال میں نسبت ادھوری اور دوسری مثال میں پوری ہے اس سے ثابت ہوا کہ نسبت کی دو قسم ہے: ایک **ناقصہ** دوسری **تامہ**۔

نسبتِ تامہ: وہ نسبت ہے جس سے مخاطب کو پورا فائدہ حاصل ہو جیسے: زمین ساکن ہے۔ آسمان متحرک نہیں۔ قلم سرخ ہے۔ کیا وہ زید ہے؟ ان مثالوں میں نسبت تامہ پائی جاتی ہے۔

نسبتِ ناقصہ: وہ نسبت ہے جس سے مخاطب کو پورا فائدہ حاصل نہ ہو جیسے: قلم کی سرخی، ہوشیار لڑکا۔ ان فقروں میں نسبتِ ناقصہ پائی جاتی ہے۔

پھر نسبت تامہ کی دو قسم ہے: **نسبتِ خبریہ** اور **نسبتِ انشائیہ**

نسبتِ خبریہ: وہ نسبت ہے جس کو صادق مانا جائے یا کاذب جیسے: زمین آسمان کے نیچے ہے۔ آسمان زمین سے چھوٹا ہے۔ پہلی مثال میں نسبت صادق ہے اور دوسری مثال میں نسبت کاذب ہے۔

نسبتِ انشائیہ: وہ نسبت ہے جس کو نہ صادق مانا جائے نہ کاذب، جیسے: تم ہمیشہ سچ بولو۔ کیا آپ کا نام حامد ہے؟ ان مثالوں میں نہ تو نسبت صادق ہے نہ کاذب۔

پھر نسبت خبریہ کی دو قسم ہے: **ایجابیہ** اور **سلبیہ**

نسبتِ ایجابیہ: جب ایک شے کو دوسری شے کے لیے ثابت مانا جائے تو ان دونوں کے درمیان نسبت ایجابیہ ہو گی جیسے: زید ہوشیار ہے اس مثال میں ذاتِ زید اور ہوشیار کے درمیان نسبت ایجابی پائی جاتی ہے۔

نسبتِ سلبیہ: جب ایک شے سے کسی دوسری شے کو برطرف مانا جائے تو ان دونوں کے درمیان نسبت سلبیہ ہو گی جیسے: بکر اندھا نہیں۔ اس مثال میں بکر اور اندھا کے درمیان نسبت سلبی پائی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ جن دو چیزوں کے درمیان نسبت خبریہ ہوتی ہے ان میں ایک محکوم علیہ اور دوسری محکوم بہ ہوگی جیسے: زید ہوشیار ہے۔ اس مثال میں زید محکوم علیہ اور ہوشیار محکوم بہ ہے اور لفظ "ہے" رابطہ ہے جو ایجابی نسبت پر دلالت کرتا ہے اور جیسے: بکر اندھا نہیں۔ اس مثال میں بکر محکوم علیہ اوراندھا محکوم بہ اور لفظ "نہیں" رابطہ ہے جو سلبی نسبت پر دلالت کرتا ہے۔

اب ذیل میں تصور اور تصدیق کی تعریف لکھی جاتی ہے۔

تصور: یہ شے کی وہ صورت ذہنیہ جو اذعان سے خالی ہو مثلاً: زید، آسمان، اندھا، زمین، ہوشیار وغیرہ کی صورت ذہنیہ تصور ہے۔

تصدیق: نسبتِ خبریہ کی وہ صورتِ ذہنیہ جو اذعان ہو جیسے: زمین گول ہے۔ کی نسبت خبریہ کی صورتِ ذہنیہ اذعانیہ تصدیق ہے۔



مشقی سوالات

(۱)۔ ذہن کی تعریف کرو

(۲)۔ علم کا لغوی اور منطقی معنی بیان کرو

(۳)۔ تصوراور تصدیق کا مَقْسَم کیا ہے؟

(۴)۔ پسر زید کی صورت ذہنیہ تصور ہے یا تصدیق؟

(۵)۔ ایسی مثالیں لاؤ جن میں نسبت ایجابیہ یا سلبیہ پائی جاتی ہو۔

بحث الفاظ

دلالت[1]: کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہتے ہیں جیسے: دھوئیں کے علم سے آگ کے وجود کا علم ہوتا ہے۔ دھوپ دیکھ کر طلوعِ آفتاب کا علم ہوتا ہے۔ تو دھواں، دھوپ دال اور آگ، آفتاب مدلول ہے۔

وضع: کسی چیز کو دوسری چیز کے مقابلے میں اس طرح خاص کر دینا کہ شے اوّل کے جاننے سے شے ثانی کا جاننا لازم ہو۔ شے اول کو موضوع اور شے ثانی کو موضوع لہ کہیں گے جیسے لفظ قلم کے جاننے سے ذاتِ قلم کا علم حاصل ہوتا ہے، تو لفظ ''قلم'' موضوع اور ذاتِ قلم موضوع لہ ہوگا۔

پھر دلالت کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) دلالت وضعیہ لفظیہ (۲) دلالت وضعیہ غیر لفظیہ (۳) دلالت طبعیہ لفظیہ

(۴) دلالت طبعیہ غیر لفظیہ (۵) دلالت عقلیہ لفظیہ (۶) دلالت عقلیہ غیر لفظیہ۔

دلالت وضعیہ لفظیہ: کسی لفظ کا وضع کی وجہ سے اپنے معنی کو بتانا جیسے لفظ زید کی دلالت اپنے مسمی یعنی ذات زید پر اس دلالت میں لفظ ''زید'' کو موضوع اور ذات زید کو موضوع لہ کہیں گے۔

دلالت وضعیہ غیر لفظیہ: لفظ کے ماسوی کسی چیز کا وضع کی وجہ سے کسی دوسری چیز کو بتانا جیسے: تحریر کی دلالت اپنے مضمون پر اور جیسے: ۴۔۸۔۱۲ کے ہندسے کی دلالت مخصوص عددوں پر۔

---

[1] دلالت کا لغوی معنی: بتانا۔ ۱۲

دلالت طبعیہ لفظیہ: طبیعت سے پیدا شدہ کسی لفظ کا کسی چیز کو بتانا: جیسے اوہ، اوہ کی دلالت سینے کی تکلیف پر۔

دلالت طبعیہ غیر لفظیہ: طبیعت سے پیدا شدہ غیر لفظ کا کسی چیز کو بتانا جیسے: چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر اور چہرے کی زردی کی دلالت خوف و ہراس پر اور جیسے گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت گھاس مانگنے پر۔

دلالت عقلیہ لفظیہ: کسی لفظ کا وضع و طبع کے دخل کے بغیر کسی چیز کو بتانا مثلاً: مہمل لفظ جو دیوار کی آڑ سے سنا گیا اس کی دلالت وجودِ لافظ پر اور جیسے لفظ دَیْز جو سامنے موجود شخص کی زبان سے سنا گیا اس کی دلالت لافظ کے گونگا نہ ہونے پر۔

دلالتِ عقلیہ غیر لفظیہ: لفظ کے ماسویٰ کسی چیز کا وضع و طبع کے دخل کے بغیر کسی شے کو بتانا جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر اور جیسے زمین و آسمان کی دلالت خدائے تعالیٰ (جَلَّ شَانُہٗ) کے وجود پر۔

واضح ہو کہ فن منطق میں ان چھ دلالتوں میں سے صرف دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہی کا اعتبار ہے کیونکہ استاذ کے سمجھانے اور متعلم کے سمجھنے میں آسانی اُسی سے ہے۔ اگرچہ دلالت وضعیہ غیر لفظیہ مثلاً تحریر کی دلالت سے بھی افادہ واستفادہ کا کام لیا جاسکتا ہے لیکن اس میں دشواری ضرور ہے۔

جس چیز کے مقابلے میں کوئی لفظ متعین کیا جائے اس کو معنی موضوع لہ کہا جاتا ہے۔ پھر جب کوئی لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے تو اس معنی موضوع لہ کو مدلولِ مطابقی اور اس دلالت کو دلالتِ مطابقی قرار دیا جائے گا جیسے: لفظ انسان کی دلالت

حیوان اور ناطق کے مجموعہ پر دلالت ِمطابقی ہے اور حیوان، ناطق کا مجموعہ مدلول مطابقی ہے اور جیسے لفظ زید کی دلالت ذاتِ زید پر دلالت مطابقی ہے اور ذاتِ زید مدلول مطابقی ہے۔

اور جب کوئی لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت کرے تو جزِ معنی موضوع لہ کو مدلول تضمنی اور اس دلالت کو دلالتِ تضمنی کہا جائے گا جیسے: لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر دلالت تضمنی ہے اور صرف حیوان یا صرف ناطق مدلول تضمنی ہے۔

اور جب کوئی لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس لفظ کے معنی موضوع لہ کے لیے لازم ہو تو اس لازم معنی کو مدلول التزامی اور اس دلالت کو دلالتِ التزامی کہا جائے گا جیسے: لفظ اَربعہ کا جفت پر دلالت کرنا، دلالت التزامی ہے اور جفت مدلول التزامی ہے۔

یہ تینوں دلالتیں یعنی دلالتِ مطابقی، دلالتِ تضمنی، دلالتِ التزامی، دلالتِ وضعیہ لفظیہ کی قسمیں ہیں۔ ذیل میں تینوں کی تعریفیں لکھی جاتی ہیں۔

دلالتِ مطابقی: کسی لفظ کا اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرنا جیسے: لفظ انسان کا حیوانِ ناطق کے مجموعہ پر دلالت کرنا اور جیسے لفظ بکر کا ذاتِ بکر پر دلالت کرنا، دلالت مطابقی ہے۔

دلالتِ تضمنی: کسی لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت کرنا جیسے: لفظ انسان کا صرف حیوان یا صرف ناطق پر دلالت کرنا دلالت تضمنی ہے۔

دلالتِ التزامی: کسی لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ کے لازم معنی پر دلالت کرنا جیسے: لفظ حاتم کا سخی پر دلالت کرنا اور جیسے: لفظ اربعہ کا زوج پر دلالت کرنا دلالت التزامی ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل دلالتوں میں دلالت کی قسموں کا تعین کرو!

(۱)۔ لکھے ہوئے حروف کی دلالت آواز پر، آوازوں کی دلالت اپنے معانی پر، نبض کے تیز چلنے کی دلالت بخار پر، دھوپ کی دلالت طلوع آفتاب پر۔

(۲)۔ دھوئیں کی دلالت آگ پر، یہ دلالت مطابقی ہے یا التزامی یا اور کچھ؟ خوب سوچ سمجھ کر جواب حل کرو!

(۴)۔ اُح اُح کی دلالت سینہ کی تکلیف پر، یہ دلالت مطابقی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ غور کر کے جواب دو۔

مُفْرَدُ، مُرَكّب

لفظ موضوع کی پانچ قسمیں ہیں۔

قسم اول: وہ لفظ ہے جو بسیط ہو یعنی اس کے لیے جز نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام یعنی اَ۔

قسم دوم: وہ لفظ ہے جس میں اجزاء ہوں مگر معنی پر کوئی جز بھی دلالت نہ کرتا ہو جیسے قلم کہ اس لفظ میں تین جز ہیں: ۱۔ق۔ ۲۔ل۔ ۳۔م، لیکن معنی پر نہ تو قاف دلالت کرتا ہے نہ لام اور میم۔

قسم سوم: وہ لفظ ہے جس کے لیے جز ہو اور ہر جز کسی معنی پر دلالت کرتا ہو مگر معنی مراد کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے لفظ عَبْدُ اللہ (جب کسی انسان کا نام ہو)۔

توضیح: جاننا چاہیے کہ منطقیون نے ذات انسان کو دو مفہوم یعنی (۱) مفہوم حیوان اور (۲) مفہوم ناطق کا مجموعہ قرار دیا ہے اور فلاں انسان مثلاً زید کو تین مفہوم یعنی (۱) مفہوم حیوان (۲) مفہوم ناطق (۳) مفہوم فلاں کا مجموعہ ٹھہرایا ہے۔ غور کرو لفظ "عبد اللہ" دو جز یعنی عبد اور اللہ پر مشتمل ہے۔ معنی عبودیت پر لفظ عبد اور ذات رب العزت پر کلمہ جلالت (یعنی کلمہ اللہ) دلالت کر رہا ہے لیکن جب لفظ عَبْدُ اللہ کسی انسان مثلاً زید کا نام رکھ دیا جائے تو اس لفظ کا معنی مراد (۱) مفہوم حیوان (۲) مفہوم ناطق (۳) مفہوم فلاں کا مجموعہ ہو گا تو دیکھو عَلَمی حالت میں لفظ عبْدُ اللہ کا کوئی جز معنی مراد کے کسی جز پر دلالت نہیں کر رہا ہے اگرچہ ہر جز کسی نہ کسی معنی پر دال ہے۔

قسم چہارم: وہ لفظ ہے جس کا جز معنی مراد کے جز پر دلالت کرتا ہو مگر یہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے لفظ حیوان ناطق (جب کسی انسان کا نام ہو)۔

توضیح: لفظ حیوان ناطق جب کسی انسان کا نام رکھ دیا جائے تو اس وقت اس لفظ کا معنی مراد تین مفہوم یعنی(۱) مفہوم حیوان (۲) مفہوم ناطق (۳) مفہوم فلاں کا مجموعہ ہو گا، تو حالتِ عَلَمیت میں اگرچہ اس لفظ کا جز معنی مراد کے جز پر دلالت کررہا ہے، مثلاً حیوان جو لفظِ حیوان ناطق کا جز ہے، وہ مفہومِ حیوان پر جو معنی مراد کا جز ہے دلالت کررہا ہے، مگر یہ دلالت مقصود نہیں بلکہ عَلَمی حالت میں مجموعۂ لفظ کی دلالت مجموعۂ معنی مراد پر مقصود ہے۔

قسم پنجم: وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی مراد کے جز پر مقصود ہو جیسے حیوان ناطق (جب عَلَم نہ ہو) عبدُ اللہ (جب علم نہ ہو) زید کھڑا ہے، بکر شرابی نہیں، اپنا سبق یاد کرو! بزرگوں کے آگے آگے مت چلو۔

ان پانچ قسموں میں پہلی چار قسمیں مفرد ہیں اور پانچویں قسم مرکب ہے۔ اب ذیل میں مرکب اور مفرد کی تعریفیں لکھی جاتی ہیں۔

مرکب: وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی مراد کے جز پر مقصود ہو۔

مفرد: وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی مراد کے جز پر مقصود نہ ہو۔

پھر مفرد کی تین قسمیں ہیں:(۱)اسم (۲)کلمہ (۳)اداۃ

اسم: وہ لفظ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کی ساخت اور ہیئت کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے: زید، المسجد، الصبح، المساء، امس، غدًا، آج، چاقو، کاغذ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کی بناوٹ اور صورت کسی زمانہ معین یعنی زمانہ ماضی یا زمانہ حال یا زمانہ آئندہ پر دلالت کرے جیسے قَرَأَ، یَکْتُبُ، دیکھا، سنتا ہے، جائے گا۔

اَداۃ: وہ لفظ مفرد ہے جو بغیر دوسرے لفظ ملائے اپنے معنی کو نہ بتائے جیسے: مِن، اِلیٰ، فِی، لا، نے، کو، سے، تک، نہیں، ہاں۔

سوال: لفظ صبح دن کے ابتدائی وقت پر، لفظ مَسَاء دن کے آخری وقت پر، لفظ اَمس یوم گزشتہ پر۔ لفظ غدًا یوم آئندہ پر، لفظ آج یوم موجودہ پر دلالت کرتا ہے تو پھر ان سب الفاظ کو کلمہ کیوں نہیں قرار دیا گیا۔

جواب: تم نے کلمہ کی تعریف پر پوری طرح غور نہیں کیا۔ کلمہ کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس لفظِ مفرد کا مادہ کسی معنی کو بتائے اور اس کی صورت زمانہ معین پر دلالت کرے وہ منطقیوں کے نزدیک کلمہ ہے، رہے تمہارے پیش کیے ہوئے الفاظ تو ان کی صورت زمانہ پر دلالت نہیں کر رہی ہے بلکہ ان کا مادہ زمانہ پر دلالت کر رہا ہے اس لیے ان الفاظ کو کلمہ کی بجائے اسم قرار دیا گیا۔

پھر مفرد کے لیے ایک معنی ہونے کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) علم **(۲)** متواطی **(۳)** مشکک۔

علم: وہ مفرد ہے جس کا معنی متعین اور خاص ہو جیسے: زید، مکہ، مدینہ، دجلہ، گنگا۔

مشکک: وہ مفرد ہے جس کا معنی اپنے افراد پر یکساں صادق نہ آئے جیسے: ابیض، طویل کے الفاظ۔ ابیض کا صدق دودھ پر اَشَد اور ہڈی پر اَضْعَف ہے، طویل کا صدق تاڑ کے درخت پر اَزید اور کھجور کے درخت پر اَنقص ہے۔

متواطی: وہ مفرد ہے جس کا معنی اپنے افراد پر یکساں صادق آتا ہو جیسے: لفظ انسان کہ اس کا معنی "حیوان ناطق" ہر فردِ انسان پر خواہ وہ گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا،

عربی ہو یا ایرانی سب پر برابری کے ساتھ صادق آتا ہے۔

پھر مفرد کے لیے متعدد معنی ہونے کے اعتبار سے اس کی چار[1] قسمیں ہیں۔

(۱) مشترک **(۲)** منقول **(۳)** حقیقت **(۴)** مجاز

مشترک: وہ مفرد ہے جس کے چند معنی ہوں اور ان کے آپس میں کوئی مناسبت نہ ہو جیسے سونا، جو ایک قیمتی دھات اور نیند کو کہتے ہیں۔ عربی میں اس کی مثال لفظ عین ہے جس کے معنی ذات، آنکھ، چشمہ (سوتا)، سونا (دھات)، سورج ہیں۔ فارسی میں اس کی مثال لفظ جہاں ہے جس کے معنی "عالم" اور "کودنے والا" ہیں اور جیسے[2] ہار، پھول، پھل۔

منقول: وہ مفرد ہے جو پہلے ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا پھر مناسبت کی وجہ سے دوسرے معنی میں استعمال ہو کر مشہور ہو گیا اور پہلا معنی چھوڑ دیا گیا جیسے لفظ اسم۔

پھر منقول کی تین قسمیں ہیں: **(۱)** منقول شرعی **(۲)** منقول عرفی **(۳)** منقول اصطلاحی۔

منقول شرعی: وہ لفظ ہے جس کو ارباب شرع نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا جیسے لفظ مسجد، صلاۃ، صوم، نکاح، طلاق۔

منقول عرفی: وہ لفظ ہے جس کو عام لوگوں نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا، جیسے لفظ دابّۃ جو پہلے زمین پر رینگنے والے ہر جانور کے لیے وضع ہوا تھا پھر چوپایہ کے

---

(1) المرتجل ماوضع لمعنی ثم نقل الی الثانی لا لمناسبہ (ملا حسن ۸۲) مرتجل میں علما کا اختلاف ہے بعض مشترک قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات اسے منقول کہتے ہیں۔ ۱۲

(2) ہار کے دو معنی ہیں ایک شکست جو جیت کا مقابل ہے، دوسرے وہ جو گلے میں پہنا جاتا ہے، یونہی پھول کے بھی دو معنی ہیں ایک تو وہ جو سونگھا جاتا ہے، دوسرے وہ جو دھات کی ایک قسم ہے، اسی طرح پھل کے بھی دو معنی ہیں ایک تو وہ جو کھایا جاتا ہے دوسرے وہ جو چاقو اور تیر میں لگایا جاتا ہے۔

لیے استعمال ہو کر اس معنی میں مشہور ہو گیا۔

منقول اصطلاحی: وہ لفظ ہے جس کو کسی خاص جماعت نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا جیسے لفظ اسم، فعل، حرف، معرب، مبنی اور جیسے لفظ مشکک، متواطی۔

حقیقت: وہ لفظ ہے جو اپنے معنی موضوع لہ میں استعمال کیا جائے جیسے لفظ شیر (جب اس سے مراد وہ مشہور درندہ جانور ہو)

مجاز: وہ لفظ ہے جو اپنے معنی موضوع لہ کے غیر میں استعمال کیا جائے جیسے لفظ شیر (جب اس سے مراد بہادر انسان ہو)

مرکب کی دو قسمیں ہیں: (1) مرکب تام (2) مرکب ناقص

مرکب تام: وہ مرکب ہے جس سے مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو، یعنی سننے والے کو خبر یا طلب معلوم ہو اس کی دو قسمیں ہیں: (1) خبر (2) انشا

خبر: وہ مرکب تام ہے جو صدق و کذب کا حامل مانا جاسکے، یعنی جس مرکب تام کے قائل کو سچا یا جھوٹا قرار دے سکیں وہ خبر ہے جیسے انسان ذی حیات ہے، زمین ہمارے اوپر نہیں۔ خبر ہی کا دوسرا نام قَضِیَّہ بھی ہے۔

انشاء: وہ مرکب تام ہے جو صدق و کذب کا حامل نہ مانا جاسکے یعنی جس مرکب تام کے قائل کو سچا یا جھوٹا قرار نہ دے سکیں وہ انشاء ہے جیسے تم نماز پڑھو، کاش میں امیر ہوتا تو زکاۃ دیتا، کیا تمہارا نام ابو بکر ہے؟

مرکب ناقص: وہ مرکب ہے جس سے مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل نہ ہو جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ، رَجُلٌ عَالِمٌ، محمود کی کتاب، نیا قلم، از لکھنو۔

مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں:(1)مرکب تقییدی (2)مرکب غیر تقییدی۔

مرکب تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس میں جز ثانی جز اول کی قید ہو، جیسے: مرد عالم، پسر زید۔

مرکب غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس میں جز ثانی، جز اول کی قید نہ ہو جیسے فِی الدَّار، از کانپور۔

مترادفان: ایسے دو لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنی کے لیے وضع کیے گئے جیسے انسان و بشر۔

متباینان: وہ دو لفظ ہیں جو الگ الگ معنی کے لیے وضع کیے گئے جیسے شجر و حجر۔



مشقی سوالات

(1)۔ زکاۃ، رومال، غیر منصرف، ان الفاظ میں منقول متعین کرو!

(2)۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں متواطی، عَلَم، مشکک کو تلاش کرو!

قلم، آگرہ، سرخ۔

(3)۔ غور کرکے بتاؤ کہ لفظ "مرکب" مفرد ہے یا مرکب؟

کلی اور جزئی کابیان

جو چیز ذہن میں حاصل ہو اسے مفہوم کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) کلی (2) جزئی

کلی: وہ مفہوم ہے جس کا نفس تصور اس کو کثیرین پر صادق آنے سے منع نہ کرے جیسے: انسان، حیوان۔

جزئی: وہ مفہوم ہے جس کا نفس تصور اس کو کثیرین پر صادق آنے سے منع کرے جیسے: عثمان، یہ قلم، وہ انسان، بریلی، دہلی، جمنا۔

فرد: وہ مفہوم ہے جس پر کوئی کلی صادق آئے جیسے: زید، انسان، حیوان۔ فرد ہی کا دوسرا نام جزئی اضافی بھی ہے۔

ہدایت: جاننا چاہیے کہ جزئی کا دو معنی ہے ایک حقیقی، دوسرا اضافی، جزئی کی جو تعریف اوپر مذکور ہوئی اس کے اعتبار سے جزئی کو جزئی حقیقی کہا جاتا ہے اور جزئی حقیقی کا دوسرا نام شخص بھی ہے۔

واضح ہو کہ دو کلیوں کے درمیان جو نسبت ہوتی ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) تساوی (۲) تباین (۳) عموم خصوص مطلق (۴) عموم خصوص من وجہ

تساوی: دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ ہر کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے: انسان اور ناطق۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان متساویان کہا جاتا ہے۔

تباین: دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ کوئی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے: انسان اور فرس۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان متباینان کہتے ہیں۔

عموم خصوص مطلق: دوکلیوں کا اس طرح ہونا کہ ایک کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے اور دوسری کلی اُس کلی کے ہر فرد پر صادق نہ آئے بلکہ صرف بعض فرد پر صادق آئے، جیسے حیوان اور انسان۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان عام خاص مطلق کہا جاتا ہے اور ان دونوں کلیوں میں جو کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے وہ عام مطلق ہے اور دوسری کلی خاص مطلق ہے مذکور بالا مثال میں حیوان عام اور انسان خاص ہے۔

عموم خصوص من وجہ: دوکلیوں کا اس طرح ہونا کہ ہر کلی دوسری کلی کے صرف بعض فرد پر صادق آئے جیسے انگوٹھی اور چاندی۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان عام خاص من وجہ کہا جاتا ہے۔

توضیح

کلیان متساویان میں سے کوئی ایک کلی جس مادہ[1] پر صادق آئے گی تو اس پر دوسری کلی بھی ضرور صادق آئے گی جیسے ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ یعنی جس فرد پر انسان صادق آتا ہے اس پر ناطق صادق آتا ہے اور جس فرد پر ناطق صادق آتا ہے اس پر انسان بھی صادق آتا ہے۔

کلیان متباینان کے لیے دو مادے افتراق کے پائے جاتے ہیں جیسے:

1	کوئی قلم ٹوپی نہیں	مادۂ افتراق
2	کوئی ٹوپی قلم نہیں	مادۂ افتراق

یعنی جس چیز پر قلم صادق آتا ہے اس پر ٹوپی صادق نہیں آتی اور جس فرد پر ٹوپی صادق آتی ہے اس پر قلم صادق نہیں آتا۔

(1) مصداق۔ ۱۲

کلیانِ عام خاص مطلق کے لیے بھی دو مادے پائے جاتے ہیں، ایک اجتماع کا اور دوسرا افتراق کا جیسے:

1	ہر انسان حیوان ہے	مادۂ اجتماع
2	بعض حیوان انسان نہیں	مادۂ افتراق

اور جیسے:

1	ہر کلی، مفہوم ہے	مادۂ اجتماع
2	بعض مفہوم کلی نہیں	مادۂ افتراق

کلیانِ عام خاص من وجہ کے لیے تین مادے ہوتے ہیں ایک مادۂ اجتماع کا اور دو مادے افتراق کے جیسے:

1	بعض فاعل، اسم فاعل ہوتے ہیں	مادۂ اجتماع
2	بعض اسم فاعل، فاعل نہیں	مادۂ افتراق
3	بعض فاعل، اسم فاعل نہیں	مادۂ افتراق

(۱) مادۂ اجتماع کی مثال جیسے: جَاءَ عَالِمٌ میں لفظ عَالِمٌ ہے کیونکہ لفظ عالم پر فاعل اور اسم فاعل دونوں صادق آتے ہیں۔

(۲) مادۂ افتراق کی مثال جیسے: قَتَلْتُ ظَالِماً میں لفظ ظَالِماً ہے کیونکہ ظالما پر اسم فاعل صادق آتا ہے لیکن فاعل صادق نہیں آتا۔

(۳) مادۂ افتراق کی مثال جیسے: جَاءَ رَجُلٌ میں رجل ہے کیونکہ رَجُلٌ پر فاعل صادق آتا ہے لیکن اسم فاعل صادق نہیں آتا۔

سوال: جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے درمیان کون سی نسبت ہے؟

جواب: عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اس لیے کہ

1	ہر جزئی حقیقی، جزئی اضافی ہے	مادۂ اجتماع
2	بعض جزئی اضافی، جزئی حقیقی نہیں	مادۂ افتراق

سوال: کوئی ایسی مثال لائیے جو جزئی اضافی ہو لیکن جزئی حقیقی نہ ہو۔

جواب: انسان، فرس، حمار، اسد، یہ سب جزئی اضافی ہیں لیکن ان میں کوئی بھی جزئی حقیقی نہیں۔

سوال: عالم اور حافظ میں کون سی نسبت ہے؟

جواب: عالم اور حافظ کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ

1	بعض عالم، حافظ بھی ہوتے ہیں	مادۂ اجتماع
2	بعض عالم، حافظ نہیں ہوتے	مادۂ افتراق
3	بعض حافظ، عالم نہیں ہوتے	مادۂ افتراق

امورِ نافِعَہ ضروریہ

اَللّٰہ رَبُّ الْعِزَّۃ خالقِ کائنات جل جلالہ کی شان عجیب ہے۔ اس نے اپنے ارادہ واختیار سے کائنات پیدا فرمائی مگر سب کو یکساں وجود عطانہ فرمایا دیکھو چاند اور چاندنی کا وہی خالق ہے لیکن اس نے چاند کو قائم بنفسہ اور چاندنی کو قائم بالغیر بنایا جس کا معنی یہ ہے کہ چاند کا وجود چاندنی کا محتاج نہیں مگر چاندنی کا قیام چاند کا ضرور محتاج ہے اور یہی حال سورج اور اس کی دھوپ کا ہے۔ منطقی حضرات قائم بنفسہ کو جوہر اور قائم بالغیر کو عرض کہتے ہیں۔

عرض: وہ شے ہے جس کا قیام کسی چیز میں پائے جانے پر موقوف ہو جیسے: پڑھنا، لکھنا، بولنا، لمبائی، چوڑائی، سرخی، سفیدی، حرکت، سکون، دھوپ، چاندنی۔

جوہر: وہ شے ہے جس کا قیام کسی چیز میں پائے جانے پر موقوف نہ ہو جیسے: روح، بدن، زمین، آسمان، چاند، سورج، قلم، دوات، زید، انسان، فرس، حیوان۔

عزیزنونہالو! اب ہم ذیل میں چند ضروری منطقی اصطلاحات بیان کرتے ہیں تم انہیں زبانی یاد کرلو تاکہ آئندہ درس میں سہولت ہو۔

جوہر: قائم بنفسہ کو کہتے ہیں مثلاانسان، حیوان، شجر، حجر، نفس ناطقہ۔

بُعد: درازی[1] اور پھیلاؤ کو کہتے ہیں مثلاً لمبائی، چوڑائی، گہرائی۔

ابعادِ ثلثہ: طول (لمبائی) عرض (چوڑائی) عمق (موٹائی، گہرائی)۔

قابل ابعاد ثلثہ: طول، عرض اور عمق والا۔

جسم مطلق: جوہر قابلِ ابعاد ثلثہ کو کہتے ہیں جیسے: انسان، حیوان، شجر، حجر وغیرہ۔ جسم مطلق کو زیادہ تر صرف جسم کہتے ہیں۔

---

(1) التعریفات للسید الشریف الجرجانی، ص٣٩۔ میں ہے: البعد عبارۃ عن امتداد قائم بالجسم۔ ١٢

نفس ناطقہ: جوہر مجرد عن الابعاد الثلٰثہ مدبر بدن کو کہتے ہیں مثلاً روح انسان۔

نامی: قوت نمو والا۔

جسم نامی: جسم قابل نمو کو کہتے ہیں مثلاً انسان، حیوان، شجر۔

جماد: جسم مجرد عن النمو کو کہتے ہی جیسے لوہا، مٹی وغیرہ۔

حس، حاسّہ: قوت باصرہ، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسہ کو کہتے ہیں۔

حساس: قوت باصرہ، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسہ والا۔

ناطق: قوت فکریہ رکھنے والا۔

متحرک بالارادہ: اختیار حرکت والا۔

صاہل: ہنہنانے کی قوت رکھنے والا۔

ناھق: رینگنے کی قوت رکھنے والا۔

نابح: بھوکنے کی قوت رکھنے والا۔

مفترس: پھاڑنے کی قوت رکھنے والا۔

حیوان: نامی حساس متحرک بالارادہ کو کہتے ہیں جیسے انسان، فرس وغیرہ۔

شجر: جسم نامی مجرد عن الحس کو کہتے ہیں جیسے نخل، جامون، آم وغیرہ۔

انسان: حیوان ناطق کو کہتے ہیں جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ۔

فرس: حیوان صاہل کو کہتے ہیں۔

اسد: حیوان مفترس کو کہتے ہیں۔

حمار: حیوان ناہق کو کہتے ہیں۔ **کلب:** حیوان نابح کو کہتے ہیں۔




چند کلیاں اور ان کے افراد

کلی	افراد
جوھر	جسم مطلق، نفس ناطقہ، جسم نامی، حیوان، شجر، انسان، فرس
جسم مطلق	جسم نامی، جماد، حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم
جسم نامی	حیوان، شجر، انسان، فرس نخل، آم
حیوان	انسان، فرس، اسد، حمار، کلب وغیرہ
انسان	یہ انسان، (زید) وہ انسان (بکر) فلاں انسان (عمرو)
اسد	یہ اسد، وہ اسد، فلاں اسد
شجر	آم، جامن، نیم، کھجور
جماد	مٹی، لوہا، ریت، پتھر
قابل ابعاد ثلاثہ	جسم نامی، جماد، حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم
نامی	حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم
حساس	انسان، فرس، اسد، حمار، کلب
ناطق	زید، بکر، عمرو
ناہق	یہ حمار، وہ حمار، فلاں حمار
فرس	یہ فرس، وہ فرس، فلاں فرس
صاہل	یہ فرس، وہ فرس، فلاں فرس

واضح ہو کہ جس مفہوم پر کوئی کلی صادق آئے اسے فرد کہتے ہیں، مثلاً زید پر انسان




صادق آتا ہے، لہٰذا زید، انسان کا فرد ہے یونہی انسان پر حیوان صادق آتا ہے اس لیے انسان، حیوان کا فرد ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ کلی عام ہو گی اور اس کا فرد خاص ہو گا، اور ان دونوں کے درمیان ہمیشہ عموم و خصوص مطلق کی نسبت رہے گی، لہٰذا ثابت ہوا کہ زید خاص اور انسان عام ہے یوں ہی انسان خاص اور حیوان عام ہے پھر حیوان سے عام جسم نامی اور اس سے عام جسم مطلق اور اس سے عام جوہر ہے۔ اور جوہر سے خاص جسم مطلق اور اس سے خاص جسم نامی اور اس سے خاص حیوان اور اس سے خاص انسان ہے۔



مشقی سوالات

(۱) کلی کی تعریف کر کے بتاؤ کہ جوہر کلی ہے یا جزئی؟

(۲) نسبت بتاؤ! قلم اور دوات میں، شجر اور نخل میں، جسم نامی اور حیوان میں، حجر اور جماد میں، حیوان اور اسد میں، ناہق اور حمار میں، اسم مفعول اور مفعول میں۔

(۳) جو قلم تمہارے ہاتھ میں ہے اور جس کو تم دیکھ رہے ہو خوب غور کر کے بتاؤ کہ وہ جزئی ہے یا کلی؟ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہیں۔

چند بسیط اور مرکب کلیوں کا بیان

سوال: جوہر بسیط ہے یا مرکب؟

جواب: جوہر بسیط ہے۔

سوال: جسم، بسیط ہے یا مرکب؟

جواب: جسم مرکب ہے اور اس کے اجزائے ذہنیہ یہ ہیں جوہر، قابل ابعاد ثلثہ۔

سوال: قابل ابعاد ثلثہ مرکب ہے یا بسیط؟

جواب: قابل ابعاد ثلثہ بسیط ہے۔

سوال: جسم نامی بسیط ہے یا مرکب؟ بر تقدیر ثانی اس کے اجزائے عقلیہ کیا ہیں؟

جواب: جسم نامی مرکب ہے اور اس کے اجزائے ذہنیہ یہ ہیں جوہر، قابل ابعاد ثلثہ، نامی۔

سوال: حیوان مرکب ہے یا بسیط؟ بر تقدیر اول اس کے اجزائے بسیطہ کیا ہیں؟

جواب: حیوان مرکب ہے اور اس کے اجزائے بسیطہ یہ ہیں: جوہر، قابل ابعاد ثلثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ۔

سوال: حیوان کے اجزائے اجمالی کیا ہیں؟

جواب: حیوان کے اجزائے اجمالی یہ ہیں جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ۔

سوال: نامی مرکب ہے یا بسیط؟

جواب: نامی بسیط ہے۔

سوال: انسان کے اجزائے اجمالی کتنے ہیں؟

جواب: انسان کے اجزائے اجمالی دو ہیں: حیوان، ناطق۔

سوال: انسان کے اجزائے بسیطہ کتنے ہیں؟

جواب: انسان کے اجزائے بسیطہ چھ ہیں: جوہر، قابل ابعاد ثلثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، ناطق۔

سوال: فرس کے اجزائے بسیطہ کتنے ہیں؟

جواب: فرس کے اجزائے بسیطہ چھ ہیں: جوہر، قابل ابعادثلثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، صاہل۔

سوال: حساس، متحرک بالارادہ، ناطق، صاہل، ناہق، نابح، مفترس، ان کلیوں میں کون بسیط ہے اور کون مرکب؟

جواب: یہ سب کلیاں[1] بسیط ہیں، ان میں کوئی کلی مرکب نہیں۔

سوال: نفس ناطقہ مرکب ہے یا بسیط؟

جواب: نفس ناطقہ مرکب ہے، اس کے اجزائے بسیطہ یہ ہیں جوہر، مجرد عن البعد،[2] مدبر بدن۔

---

(1) ملا مبین ص ۱۲۹ میں ہے: وھی(ای الفصول)بسائط لاتدخل تحت الاجناس وانماحمل الجوھر علیھا بالعرض۔ ۱۲

(2) مجرد عن البعد ایک عدمی مفہوم ہے۔ حقیقتِ متأصلہ کے اجزاء میں اس کا شمار بطور مجاز ہے۔ ۱۲

ان چند کلیوں کا بیان جن کے افراد کی حقیقتوں میں اتفاق ھے

سوال: زید، عمرو، بکر، خالد، احمد وغیرہ تمام افراد انسان کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: انسان کے ہر فرد کی حقیقت ”حیوان ناطق“ ہے۔

سوال: یہ گھوڑا، وہ گھوڑا، وغیرہ تمام افراد فرس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: فرس کے تمام افراد کی حقیقت ”حیوان صاہل“ ہے۔

سوال: اسد، کلب اور حمار کے تمام افراد کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: اسد کے تمام افراد کی حقیقت ”حیوان مفترس“ اور کلب کے تمام افراد کی حقیقت ”حیوان نابح“ اور حمار کے جمیع افراد کی حقیقت ”حیوان ناھق“ ہے۔



ان چند کلیوں کا بیان جن کے افراد کے حقائق مختلف ھیں

سوال: حیوان کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب: حیوان کے افراد کی حقیقتیں مختلف ہیں۔ ہم ذیل میں حیوان کے چند افراد اور ان کی حقیقتیں پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائے گا کہ افرادِ حیوان کے حقائق مختلف ہیں دیکھو حیوان کا ایک فرد انسان ہے اور اس کی حقیقت ''حیوانِ ناطق'' ہے، حیوان کا دوسرا فرد فرس ہے اوراس کی حقیقت ''حیوانِ صاہل'' ہے، حیوان کا تیسر فرد حمار ہے اور اس کی حقیقت ''حیوانِ ناہق'' ہے، حیوان کا چوتھا فرد اسد ہے اوراسکی حقیقت ''حیوان مفترس'' ہے۔یہی حال حیوان کے دوسرے افراد کا بھی سمجھو۔

سوال: جسم نامی کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب: جسم نامی کے افراد کے حقائق بھی مختلف ہیں مثلاً حیوان کی حقیقت ''جسم نامی حساس'' اور شجر کی حقیقت ''جسم نامی مجرد عن الحس'' ہے۔

سوال: جسم مطلق کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق ہیں؟

جواب: جسم مطلق کے افراد کی بھی حقیقتیں مختلف ہیں چنانچہ جسم نامی کی حقیقت ''جسم قابلِ نمو'' اور جماد کی حقیقت ''جسم مجرد عن النمو'' ہے۔

سوال: جوہر کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب: جوہر کے افراد کے حقائق بھی مختلف ہیں چنانچہ جسم کی حقیقت ''جوہر قابل ابعاد ثلاثہ'' اور نفس ناطقہ کی حقیقت ''جوہر مجرد عن الابعاد الثلثہ مدبر بدن'' ہے۔

ان چند کلیوں کا بیان جو اپنے افراد کی حقیقت کا عین ھیں

سوال: انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے یا اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے؟

جواب: انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اس لیے کہ انسان کی حقیقت "حیوان ناطق" ہے اور اس کے افراد مثلاً زید، بکر، خالد کی حقیقت بھی "حیوان ناطق" ہے جس سے ثابت ہوا کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے۔

سوال: کچھ اور کلیاں شمار کرایئے جو اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہیں۔

جواب: فرس، حمار، کلب یہ سب کلیاں بھی اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہیں مثلاً فرس کی حقیقت "حیوان صاہل" ہے اور اس کے افراد "اِس گھوڑے" "اُس گھوڑے" کی حقیقت بھی "حیوان صاہل" ہے۔ یوں ہی حمار کی حقیقت "حیوان ناہق" ہے اور اس کے افراد کو "اِس گدھے" اور "اُس گدھے" کی حقیقت بھی "حیوان ناہق" ہے۔ اور یہی حال کلب وغیرہ دیگر افرادِ حیوان کا ہے۔

سوال: کسی کلی کا اپنے افراد کی حقیقت کے عین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جو حقیقت کلی کی ہو بعینہ وہی حقیقت افراد کی بھی ہو یعنی جب کوئی کلی اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو تو اس وقت وہ کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین قرار پائے گی۔

ان چند کلیوں کا بیان جو اپنے افراد کی حقیقت کا جز ھیں

سوال: حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا عین؟

جواب: حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے مثلاً حیوان کے افراد انسان اور فرس ہیں۔ انسان کی حقیقت ''حیوان ناطق ''اور فرس کی حقیقت ''حیوان صاہل'' ہے، دیکھو حیوان، انسان کا بھی جز ہے اور فرس کا بھی۔

سوال: جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر یہ سب کلیاں اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہیں یا عین؟

جواب: یہ سب کلیاں بھی اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہیں۔

سوال: ناطق کے افراد کیا ہیں اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا عین؟

جواب: جو افراد انسان کے ہیں وہی افراد ناطق کے بھی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے مثلاً زید کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور بکر کی حقیقت بھی حیوان ناطق ہے۔ دیکھو ناطق زید کی حقیقت کا جز ہے اور بکر کی حقیقت کا بھی۔




تمام مشترک کا بیان

سوال: نفس ناطقہ اور انسان کے درمیان کتنے جز مشترک ہیں؟

جواب: انسان اور نفس ناطقہ کے درمیان صرف ایک جز مشترک ہے اور وہ جوہر ہے۔

سوال: انسان اور نفس ناطقہ کا تمامِ مشترک کیا ہے؟

جواب: انسان اور نفس ناطقہ کا تمامِ مشترک، جوہر ہے۔

سوال: انسان اور جماد کے درمیان مشترک جز کیا ہے؟

جواب: انسان اور جماد میں مشترک جز، جوہر بھی ہے اور قابل ابعاد ثلثہ بھی۔

سوال: انسان اور جماد کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیط دو ہیں اور ان مجموعہ کا نام کیا ہے؟

جواب: انسان اور جماد کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ دو ہیں: جوہر، قابل ابعاد ثلثہ جن کا مجموعہ جسم مطلق ہے۔

سوال: انسان اور جماد ان دونوں ماہیتوں کا تمامِ مشترک کیا ہے؟

جواب: جسم مطلق ہے۔

سوال: انسان و شجر کا تمامِ مشترک کیا ہے؟

جواب: انسان اور شجر کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ تین ہیں: جوہر، قابل ابعاد ثلثہ، نامی جن کا مجموعہ جسم نامی ہے۔ یہی جسم نامی، انسان و شجر کا تمامِ مشترک ہے۔

سوال: انسان و فرس کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کتنے ہیں اور ان کے مجموعہ کا نام کیا ہے اور ان دونوں ماہیتوں کا تمامِ مشترک کیا ہے؟




جواب: انسان و فرس کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ پانچ ہیں: جوہر، قابل ابعاد ثلثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ جن کا مجموعہ حیوان ہے اور یہی حیوان، انسان و فرس کا تمام مشترک ہے۔

سوال: جن دوماہیتوں میں صرف ایک جز مشترک ہو تو ایسی دوماہیتوں کے تمام مشترک کیا ہو گا؟

جواب: وہی ایک جز، ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک ہو گا مثلاً انسان اور نفس ناطقہ کے درمیان صرف جوہر مشترک ہے لہذا وہی ان دونوں کا تمام مشترک ہو گا۔

سوال: جن دوماہیتوں میں چند جز مشترک ہوں تو ایسی دوماہیتوں کا تمامِ مشترک کیا ہو گا؟

جواب: ایسی دوماہیتوں کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ تمامِ مشترک ہو گا مثلاً حمار و فرس کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ حیوان ہے اور وہی حمار و فرس کا تمام مشترک ہے۔

سوال: تمام مشترک کی تعریف کیا ہے؟

جواب: دوماہیتوں کا تمام مشترک وہ جز ہے جس کے علاوہ کوئی جز ان دونوں ماہیتوں میں مشترک نہ ہو۔

سوال: حساس، انسان و فرس کا تمام مشترک ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: جسم نامی، انسان و فرس کا تمام مشترک ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں کیونکہ انسان و فرس کا تمام مشترک وہ جز ہونا چاہیے جو ان دونوں کے تمام

اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ ہو اور جسم نامی چونکہ انسان وفرس کے کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ نہیں اس لیے وہ ان دونوں کا تمام مشترک نہیں ہو سکتا۔

سوال: وہ کون سی دو ماہیتیں ہیں جن کا تمام مشترک جسم نامی ہے؟

جواب: انسان و شجر یہ دو ایسی دو ماہیتیں ہیں جن کا تمام مشترک جسم نامی ہے، اور یوں ہی حیوان و شجر، حمار و نخل کا بھی تمام مشترک جسم نامی ہے۔

سوال: انسان اور قابل ابعاد ثلثہ کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب: ان دونوں کا تمام مشترک کچھ نہیں ہے کیونکہ انسان مرکب کلی ہے اور قابل ابعاد ثلثہ بسیط کلی ہے، مرکب اور بسیط کے درمیان کوئی مفہوم مشترک ہی نہیں تو تمام مشترک کہاں سے ہو گا۔

سوال: انسان و حیوان، یہ دونوں تو مرکب کلیاں ہیں تو پھر ان دونوں کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب: تمام مشترک دو متباین ماہیتوں کے درمیان ہوا کرتا ہے، حیوان وانسان متباین نہیں بلکہ عام خاص مطلق ہیں لہذا ان دونوں کے درمیان کوئی مفہوم تمام مشترک نہیں۔

سوال: ناطق اور صاہل تو دو متباین ماہیتیں ہیں ان دونوں کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب: بیشک ناطق اور صاہل ضرور متباین ہیں لیکن چونکہ دونوں بسیط ہیں اس لیے ان کے درمیان کوئی مفہوم مشترک نہیں۔

سوال: وہ کون سی کلیاں ہیں جو کسی بھی دو ماہیتوں کے درمیان جز مشترک تو ہوں مگر تمام مشترک نہ بنتی ہوں؟

جواب: قابل ابعاد ثلثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ یہ وہ کلیاں ہیں جو اپنے افراد کے لیے جز مشترک تو ہیں لیکن تمام مشترک نہیں مثلاً قابلِ ابعاد ثلثہ، انسان و حجر کا جز مشترک تو ہے مگر تمامِ مشترک نہیں یوں ہی نامی انسان و شجر کا جز مشترک تو ہے مگر تمام مشترک نہیں اسی طرح حساس، انسان و فرس کا جز مشترک تو ہے مگر تمام مشترک نہیں۔

سوال: وہ کون سی کلیاں ہیں جو الگ الگ ماہیتوں کا تو جز ہوں گی مگر دو ماہیتوں میں مشترک نہ ہوں؟

جواب: ایسی کلیاں ناطق، صاہل، ناہق، نابح، مفترس ہیں چنانچہ ناطق، ماہیتِ انسان کا جز ہے، انسان کے علاوہ کسی دوسری ماہیت میں نہیں پایا جاتا یوں ہی صاہل ماہیتِ فرس کے ساتھ، ناہق ماہیتِ حمار کے ساتھ، نابح ماہیتِ کلب کے ساتھ اور مفترس ماہیتِ اسد کے ساتھ خاص ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ جو کلی کسی ماہیت کا جز واقع ہو وہ یا تو تمامِ مشترک ہو گی یا جز مشترک ہو گی یا جز خاص ہو گی مثلاً حیوان، انسان اور فرس کا تمامِ مشترک ہے، حساس، انسان و فرس کا جزِ مشترک ہے اور ناطق، انسان کا جزِ خاص ہے۔

وہ چند کلیاں جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہیں

سوال: ماشی کلی ہے یا جزئی؟ بر تقدیر اول ماشی کے افراد کیا ہیں؟

جواب: ماشی کلی ہے اور انسان، فرس، اسد، حمار، کلب وغیرہ حیوانات ماشی کے افراد ہیں۔

سوال: ماشی اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا نہیں؟

جواب: ماشی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے جز نہیں ہے، مثلاً انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ، فرس کی حقیقت حیوان صاہل، اسد کی حقیقت حیوان مفترس، حمار کی حقیقت حیوان ناہق، کلب کی حقیقت حیوان نابح ہے۔

دیکھو **ماشی**، نہ تو انسان کی حقیقت کا جز ہے نہ فرس و اسد، حمار و کلب کی حقیقت کا۔

سوال: ضاحک کے افراد کیا ہیں اور ضاحک اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا نہیں؟

جواب: انسان ہی کے افراد ضاحک کے بھی افراد ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے، اور ضاحک اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے مثلاً زید، بکر، خالد، احمد وغیرہ افرادِ انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے دیکھو ضاحک اپنے افراد میں کسی فرد کا جُز نہیں بلکہ اپنے ہر فرد کی حقیقت سے خارج ہے۔

سوال: کلی ذاتی کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہو یا جز ہو اس کو کلی ذاتی کہتے ہیں جیسے انسان، فرس، ناطق، حساس، حیوان، جسم نامی، جسم مطلق، جوہر۔

سوال: کلی عرضی کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اسے کلی عرضی کہتے ہیں جیسے ماشی،

ضاحک، کاتب، موجود۔

سوال: موجود بسیط ہے یا مرکب؟ اور اس کے افراد کیا ہیں؟

جواب: موجود بسیط ہے اور اس کے افراد جوہر اور عرض ہیں۔



مشقی سوالات

(۱) حسب ذیل ماہیتوں کا تمام مشترک بتاؤ!

تصور اور تصدیق کا، فرس اور شجر کا، اسد اور حجر کا۔

(۲) حمار و شجر و حجر کا تمام مشترک اور انسان، حمار، شجر، حجر، نفس ناطقہ کا تمام مشترک کیا ہے؟

(۳) صاہل اور فرس میں، ناطق اور حمار میں کونسی نسبت ہے؟

(۴) حسب ذیل کلیوں میں کونسی کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین اور کونسی کلی اپنے افراد کی حقیت سے خارج اور کونسی کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جزہے؟

اسد، قابل ابعاد ثلثہ، صاہل، موجود، حیوان، جوہر، کاتب، نامی، کلب۔

کلیات خمسہ کی بحث

کلی کی پانچ قسمیں ہیں: نوع، جنس، فصل، خاصہ، عرض عام۔ اس لیے کہ کلی یا اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہو گی تو وہ نوع ہے یا اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہو گی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ کلی تمام مشترک ہو گی تو وہ جنس ہے یا تمام مشترک نہ ہو گی تو وہ فصل ہے۔ یا اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو گی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو صرف ماہیت واحدہ کے افراد پر بولی جائے گی تو وہ خاصہ ہے یا چند ماہیتوں کے افراد پر بولی جائے گی تو وہ عرض عام ہے۔ اب ذیل میں کلیات خمسہ کی تعریفیں اور مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

نوع: وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر مَاھُوَ کے جواب میں بولی جائے جیسے انسان۔ چنانچہ جب یوں پوچھا جائے کہ زَیْدٌ، بَکَرٌ، خَالِدٌ مَاھُمْ؟ تو جواب ہو گا اِنْسَانٌ۔

جنس: وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان، جسم نامی، جسم مطلق، جوہر۔ چنانچہ اَلْاِنْسَانُ وَالْفَرَسُ وَالْحِمَارُ مَاھِیَ؟ کے جواب میں حَیَوانٌ بولا جاتا ہے، اور یونہی اَلْاِنْسَانُ وَالشَّجَرُ مَاھُمَا؟ کے جواب میں جِسْمٌ نَامٍ اور اَلْاِنْسَانُ وَالْحَجَرُ مَاھُمَا؟ کے جواب میں جِسْمٌ مُطْلَقٌ اور اَلْاِنْسَانُ وَالرُّوْحُ مَاھُمَا؟ کے جواب میں جَوْھَرٌ بولا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ ایک ماہیت کے لیے متعدد جنسیں ہو سکتی ہیں چنانچہ دیکھو انسان کی جنس حیوان بھی ہے اور جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر بھی۔ اوراق ماضیہ میں تمہیں یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ حیوان، جسم نامی سے خاص ہے اور یوں ہی جسم نامی، جسم مطلق سے اور جسم مطلق، جوہر سے خاص ہے اور خاص نیچے ہوتا ہے اور عام اوپر تو جب کسی ماہیت کے لیے

متعدد جنسیں ہوں تو ان میں جو جنس سب سے نیچے ہو وہ اس ماہیت کی جنس قریب ہے اور جنس قریب سے اوپر والی جنس اس ماہیت کی جنس بعید ہے مثلاً انسان کی جنس قریب حیوان ہے کیونکہ انسان کی تمام جنسوں میں حیوان سب سے نیچے اور سب سے خاص ہے پھر انسان کی جنس بعید جسم نامی ہے اس لیے کہ جسم نامی، حیوان سے اوپر اور عام ہے۔ انسان کے لیے جسم نامی، جنس بعید ہے تو اس کے لیے جسم مطلق بدرجہ اولیٰ جنس بعید ہو گا کیونکہ وہ جسم نامی سے اوپر ہے اور یونہی انسان کے لیے جوہر بھی جنس بعید ہے کیونکہ وہ جسم مطلق سے اوپر ہے۔

اب ذیل میں جنس قریب و جنس بعید کی تعریف تحریر کی جاتی ہے۔

جنس قریب: کسی ماہیت کی جنس قریب، وہ جنس ہے کہ اس کے جس فرد کو بھی اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعۂ ماھما سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس بولی جائے جیسے انسان کی جنس قریب، ''حیوان'' ہے کیونکہ حیوان کے جس فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر ذریعۂ ماھما سوال کرو تو جواب میں حیوان واقع ہو گا، مثلاً انسان والفرس ماھما، الانسان والحمار ماھما، الانسان والاسد ماھما، الانسان والبغل ماھما، الانسان والبقر ماھما۔ ان سب سوالوں کے جواب میں ''حیوان'' آئے گا۔

جنس بعید: کسی ماہیت کی جنس بعید، وہ جنس ہے جس کے بعض افراد کو جب اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعۂ ماھما سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس واقع ہو اور جب بعض دوسرے افراد کو اُس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعۂ ماھما سوال کیا جائے تو وہ جنس جواب میں نہ بولی جائے بلکہ کوئی دوسری جنس جواب میں آئے مثلاً انسان کی جنس بعید جسم نامی

ہے کیونکہ جسم نامی کے افراد میں کچھ ایسے فرد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملاکر ذریعۂ ماھما سوال کیاجائے تو جواب میں جسم نامی آئے گا اور بعض ایسے فرد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملاکر ذریعہ ماھما سوال کیاجائے تو جواب میں جسم نامی واقع نہ ہوگا چنانچہ جب یوں سوال کیا جائے کہ الانسان والنخل ماھما؟ الانسان والجامون[1] ماھما؟ الانسان والأراك[2] ماھما؟ توسب کا جواب جِسْمٌ نَامٍ واقع ہو گا اور جب یوں سوال کیا جائے کہ الانسان والحمار ماھما؟ الانسان والکلب ماھما؟ تو جواب میں جسم نام نہیں آئے گا بلکہ حَیَوَانٌ آئے گا حالانکہ نخل، اراک اور جامن کی طرح حمار وکلب بھی جسم نامی کے افراد میں داخل ہیں۔

---

(1) جس کو برصغیر میں جامن کہتے ہیں۔

(2) پیلو کا درخت۔ ۱۲

نوعِ اضافی کا بیان

جس نوع کا ذکر سابق میں ہوا اس کو نوع حقیقی کہتے ہیں اس کے علاوہ ایک نوع اور ہے جس کو نوع اضافی کہا جاتا ہے ذیل میں اس کی تعریف لکھی جاتی ہے۔

نوع اضافی: وہ کلی ذاتی ہے جس کے اوپر اس کی کوئی جنس ہو مثلاً انسان نوع اضافی ہے کیونکہ انسان کلی ذاتی ہے اور اس کے اوپر حیوان ہے اور وہ جنس ہے یونہی حیوان، جسم نامی اور جسم مطلق بھی نوع اضافی ہے۔ہاں جوہر نوع اضافی نہیں اس لیے کہ وہ اگرچہ کلی ذاتی ہے لیکن اس کے اوپر کوئی جنس نہیں۔

فصل: وہ کلی ہے جو اَیُّ شَیْءٍ ھُوَفِیْ ذَاتِہٖ؟ کے جواب میں کسی شے پر بولی جائے مثلاً اگر یوں سوال کیا جائے کہ اَلْاِنْسَانُ اَیُّ شَیْءٍ ھُوَفِیْ ذَاتِہٖ؟ تو جواب میں نَاطِقٌ بولا جائے گا۔ اور جب یوں پوچھا جائے کہ اَلْحِمَارُ اَیُّ شَیْءٍ ھُوَفِیْ ذَاتِہٖ؟ تو جواب میں نَاھِقٌ واقع ہو گا جس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے ناطق اور حمار کے لیے ناہق فصل ہے۔

پھر فصل کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) فصل قریب (۲) فصل بعید

فصل قریب: کسی ماہیت کی فصل قریب، وہ فصل ہے جو ماہیت کو ان افراد سے ممتاز کرے جو اس کی جنس قریب میں شریک ہیں جیسے انسان کی فصل قریب ناطق ہے۔

فصل بعید: کسی ماہیت کی فصل بعید، وہ فصل ہے جو ماھیت کو ان افراد سے ممتاز کرے جو اس کی جنس بعید میں شریک ہیں جیسے حساس جو انسان کی فصل بعید ہے، دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ کسی ماہیت کی۔

فصل قریب: وہ فصل ہے جو اس ماہیت کو تمام اغیار سے ممتاز کر دے جیسے ناطق جو انسان

کو اس کے تمام اغیار سے ممتاز کرتا ہے اس لیے وہ انسان کی فصل قریب ہے۔ اور کسی ماہیت کی۔

فصل بعید: وہ فصل ہے جو اس ماہیت کو صرف بعض اغیار سے ممتاز کرے جیسے حساس جو انسان کو اس کے صرف بعض اغیار سے ممتاز کرتا ہے لہٰذا وہ انسان کی فصل بعید ہے۔

سوال: سطور بالا میں حساس کو انسان کی فصل بعید بتایا گیا ہے تو کیا وہ کسی ماہیت کی فصل قریب بھی ہے؟

جواب: ہاں حساس، حیوان کی فصل قریب ہے کیونکہ وہ حیوان کو اس کے تمام اغیار سے ممتاز کرتا ہے۔

جنس وفصل کے قرب وبعد کا تمثیلی خاکہ

جوہر

جسم مطلق	جوہر	قابل ابعاد ثلثہ	جسم مطلق کی جنس جوہر اور فصل قابل ابعاد ثلثہ
جسم نامی	جسم مطلق	نامی	جسم نامی کی جنس جسم مطلق اور فصل نامی
حیوان	جسم نامی	حساس	حیوان کی جنس جسم نامی اور فصل حساس
انسان	حیوان	ناطق	انسان کی جنس حیوان اور فصل ناطق

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو صرف حقیقت واحدہ کے افراد پر بولی جائے جیسے ماشی حیوان کے لیے خاصہ ہے کیونکہ وہ صرف ماہیت حیوان ہی کے افراد پر بولا جاتا ہے۔ اور جیسے ضاحک انسان کے لیے خاصہ ہے۔ اس لیے کہ وہ ماہیت انسان ہی کے افراد پر بولا جاتا ہے۔

عرض عام: وہ کلی عرضی ہے جو چند حقیقتوں کے افراد پر بولی جائے مثلاً ماشی انسان کے لیے عرض عام ہے کیونکہ وہ حقیقت انسان، حقیقت فرس، حقیقت اسد، حقیقت حمار وغیرہ





کے افراد پر بولا جاتا ہے۔



مشقی سوالات

(1) مفہوم نوع اپنے افراد کے لیے جنس ہے یا نوع یا اور کچھ ؟، غور کر کے بتاؤ!

(2) کلی، انسان کا خاصہ ہے یا عرض عام؛ سوچ سمجھ کر جواب دو!

(3) جنس اور نوع حقیقی، جنس اور نوع اضافی کے درمیان کونسی نسبت ہے ؟

(4) ناطق، صاہل، ناہق، نابح پر کونسی کلی صادق آتی ہے ؟

(5) اسد، فرس، کلب یہ کلیاں نوع ہیں یا جنس ؟





مُعَرِّفَات کا بیان

معرِّف: وہ معلوم تصوری ہے جس سے مجہول تصوری حاصل ہو جیسے انسان کا معرف حیوان ناطق ہے۔ معرف کو تعریف اور قول شارح بھی کہتے ہیں۔

تعریف کی چار قسمیں ہیں: حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص

حدِّ تام: وہ معرف ہے جو شے کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو مثلاً فرس کی حد تام حیوان صاہل ہے اور جیسے جسم مطلق کی حد تام جوہر قابل ابعاد ثلثہ ہے۔

حد ناقص: وہ معرف ہے جو شے کی جنس بعید ادر فصل قریب سے مرکب ہو یا جو صرف فصل قریب ہو جیسے انسان کی حد ناقص جسم ناطق ہے اور یونہی صرف ناطق بھی۔

رسم تام: وہ معرف ہے جو شے کی جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو مثلاً انسان کی رسم تام حیوان ضاحک ہے۔

رسم ناقص: وہ معرف ہے جو شی کی جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو یا جو صرف خاصہ ہو مثلاً انسان کی رسم ناقص جسم کاتب ہے اور یوں ہی صرف کاتب بھی۔

سوال: نحوی علماء نے کلمہ کی تعریف یوں کی ہے: لَفْظٌ، مَوْضُوْعٌ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ ہے۔ اس تعریف میں جنس و فصل کیا ہے؟

جواب: لَفْظٌ، کلمہ نحوی کی جنس اور مَوْضُوْعٌ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ اس کی فصل ہے۔

سوال: منطقیوں کے نزدیک خبر کا مفہوم اصطلاحی کیا ہے؟

جواب: مرکب تام، محتمل للصدق والکذب۔

سوال: خبر کا یہ مفہوم، معرفات اربعہ میں سے کون سا معرف ہے؟

جواب: حد تام ہے کیونکہ مُرَکَّبٌ تَامٌ خبر کی جنس قریب اور مُحتمل للصدق والکذب

اس کی فصل قریب ہے۔

سوال: جنس کی جنس قریب کیا ہے؟

جواب: پہلے جنس کی تعریف سنو الجنس کلی[1] تمام مشترك لافرادہ۔ اس تعریف سے واضح ہو گیا کہ جنس کی جنس قریب کلی ہے۔

سوال: نوع کی حد تام کیا ہے؟

جواب: کلی تمام الحقیقۃ لافرادہ۔ یہ معرف نوع کی حد تام ہے کیونکہ کلی، نوع کی جنس قریب اور تمام الحقیقۃ لافرادہ اس کی فصل قریب ہے۔

سوال: الحیوان کلی میں کلی، حیوان کے لیے جنس ہے یا فصل، خاصہ ہے یا عرض عام یا نوع ہے؟

جواب: کلی کا مفہوم حیوان کے لیے نہ تو نوع ہے نہ فصل نہ جنس نہ خاصہ بلکہ عرض عام ہے۔



مشقی سوالات

(۱) حد تام کی تعریف کیا ہے؟ **(۲)** الحیوان ای شی ھوفی ذاتہ؟ کا جواب بتاؤ!

(۳) نوع اضافی اور جزئی اضافی میں کون سی نسبت ہے؟

(۴) کلب کی حد تام بتاؤ؟

(۵) مفہوم جنس اور مفہوم فصل کا تمام مشترک کیا ہے؟

---

(1) شرح سلم ملا مبین۔ ص۱۱۷ میں ہے: فلفظ الکلی جنس للجنس۔ ۱۲

قضایا کا بیان

قضیہ: وہ قول ہے جس کو سچا یا جھوٹا قرار دیا جاسکے جیسے:(1) بمبئی میں چاند دیکھا گیا۔ (۲)زید خوشخط نہیں ہے۔(۳)اگر خالد محنت سے پڑھے گا تو امتحان میں پاس ہو گا۔(۴)یہ شخص یا تو محمود ہے یا عبد الکریم۔

ارباب منطق اپنے محاورے میں مرکب کو خواہ وہ مفہوم ہو یا لفظ **قول** کہتے ہیں۔ قضیہ اگر لفظی ہو تو اسے قَضیۂ ملفوظہ کہیں گے اور اگر عقلی ہو تو اسے قَضیۂ معقولہ کہا جائے گا۔ نحوی حضرات قَضیۂ ملفوظ کو جُملۂ خبریہ کہتے ہیں۔ ''زَیْدٌ قَائِمٌ''قَضیۂ ملفوظہ ہے اور اس جملہ کا مفہوم قَضیۂ معقولہ ہے۔

واضح ہو کہ قضیہ کی ایک قسم شرطیہ ہے اور شرطیہ کی تعریف میں **اتصال** اور **انفصال** کا ذکر آئے گا اس لیے قضیہ کی تقسیم سے پہلے طلبہ کی آسانی کی خاطر ان دونوں لفظوں کے معانی کی توضیح پیش کی جاتی ہے۔

اتصال: کسی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر دوسری نسبت کو ثابت ماننا یا کسی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر دوسری نسبت کو منتفی ماننا۔ پہلی صورت میں اتصال ایجابی ہے اور دوسری صورت میں اتصال سلبی ہے مثلاً:اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ میں اتصال ایجابی ہے کیونکہ آفتاب کے لیے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کر لینے پر نہار کے لیے وجود کی نسبت ثابت مانی گئی ہے۔ اور جیسے: اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ میں اتصال سلبی ہے اس لیے کہ آفتاب کے لیے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کر لینے پر لیل سے وجود کی نسبت منتفی مانی گئی ہے۔

انفصال: دو نسبتوں کے درمیان تنافی یا عدمِ تنافی کو ماننا۔ پہلی صورت میں انفصال ایجابی اور دوسری صورت انفصال سلبی ہے۔ تنافی تین طرح کی ہے۔

(۱) تنافی صدقاً وکذباً **(۲)** صرف صدقاً تنافی **(۳)** صرف کذباً تنافی

تنافی صدقاً وکذباً: جب دو نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہو سکیں اور نہ ایک ساتھ برطرف ہو سکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان "تنافی صدقاً وکذباً" ہے مثلاً: هٰذَا الْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ أَوْ فَرْدٌ میں تنافی صدقاً وکذباً ہے کیونکہ کسی عدد معین پر زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آ سکتی یونہی کسی عدد معین سے یہ دونوں نسبت ایک ساتھ برطرف بھی نہیں ہو سکتی تنافی صدقاً وکذباً کا دوسرا نام تنافی فی الصدق والکذب ہے۔

صرف صدقاً تنافی (یعنی تنافی فی الصدق فقط)**:** اگر دو نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہو سکیں لیکن ایک ساتھ برطرف ہو سکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان "صرف صدقاً تنافی" ہے مثلاً: "یہ جسم یا تو انسان ہے یا فرس" میں تنافی فی الصدق فقط ہے کیونکہ کسی جسم معین پر انسان اور فرس دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق نہیں آ سکتی لیکن یہ دونوں نسبت ایک ساتھ برطرف ہو سکتی ہے، مثلاً کوئی جسم معین جب حمار ہو تو اس سے انسان اور فرس کی نسبت ایک ساتھ برطرف رہے گی۔

صرف کذباً تنافی (یعنی تنافی فی الکذب فقط)**:** اگر دو نسبتیں ایک ساتھ برطرف نہ ہو سکیں لیکن دونوں ایک ساتھ صادق ہو سکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان "صرف کذباً تنافی" ہے مثلاً: هٰذَا الْجِسْمُ إِمَّا نَاطِقٌ أَوْ جَوْهَرٌ میں تنافی فی الکذب فقط ہے کیونکہ کسی جسم معین سے ناطق اور جوہر دونوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتی ہاں دونوں کی نسبت ایک

ساتھ صادق آسکتی ہے چنانچہ کوئی جسم معین جب انسان ہو تو اس پر ناطق اور جوہر دونوں کی نسبت صادق آئے گی۔

عدم تنافی کی بھی تین شکل ہے: (۱)عدم تنافی صدقاً و کذباً (۲)عدم تنافی فقط صدقاً (۳)عدم تنافی فقط کذباً۔

(1)۔۔عدم تنافی صدقاً و کذباً: اگر دو نسبتیں ایک ساتھ صادق آسکیں اور یونہی دونوں ایک ساتھ برطرف ہو سکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان "عدم تنافی صدقاً و کذباً" ہے۔ جیسے "ایسا نہیں کہ حیوان یا تو ناطق ہے یا انسان" میں عدم تنافی صدقا و کذباً ہے اس لیے کہ کسی حیوان معین پر ناطق اور انسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق آسکتی ہے مثلاً کوئی حیوان معین جب زید ہو تو اس پر ناطق اورانسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق آئے گی اور یونہی کسی حیوان معین سے ناطق اور انسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف ہو سکتی ہے مثلاً کوئی حیوان معین جب فرس ہو تو اس سے ناطق اور انسان دنوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف رہے گی۔

(2)۔۔عدم تنافی صرف صدقاً: تنافی فی الصدق فقط کا سلب جیسے "ایسا نہیں کہ یہ جسم یا تو حساس ہے یا جوہر" اس مثال میں تنافی کا سلب صرف صدقاً ہے۔

(3)۔۔عدم تنافی صرف کذباً: تنافی فی الکذب فقط کا سلب۔ مثلاً "ایسا نہیں کہ یہ حیوان یا تو فرس ہے یا حمار" اس مثال میں تنافی کا سلب صرف کذباً ہے۔

اب ذیل میں قضیہ کی قسمیں اور ان کی تعریفیں تحریر کی جاتی ہیں، قضیہ کی دو قسم ہے:

(۱)حملیہ (۲)شرطیہ

Go To Index

حملیہ: وہ قضیہ ہے جس میں ایک شے کا ثبوت کسی دوسری شے کے لیے مانا گیا ہو یا کسی شے کی نفی دوسری شے سے مانی گئی ہو، جیسے "زید عالم ہے" اس مثال میں زید کے لیے عالم ہونے کا ثبوت مانا گیا ہے۔ اور جیسے "بکر جاہل نہیں ہے" اس مثال میں بکر سے جاہل ہونے کی نفی مانی گئی ہے۔

شرطیہ: وہ قضیہ ہے جس میں اتصال[1] یا انفصال مانا گیا ہو جیسے:

(۱)۔۔إِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُودٌ

(۲)۔۔لَيْسَ اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّيْلُ مَوْجُودٌ

(۳)۔۔هٰذَا الْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ (۴)۔۔لَيْسَ إِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ زَيْدٌ سُنِّيًّا اَوْ مُؤْمِنًا

پہلی مثال میں اتصال ایجابی کا حکم ہے کیونکہ طلوع شمس کے ثبوت کی تقدیر پر نہار کے لیے وجود کا ثبوت مانا گیا ہے۔

دوسری مثال میں اتصال سلبی کا حکم ہے اس لیے کہ طلوع شمس کے ثبوت کی تقدیر پر لیل سے وجود کا انتفاء مانا گیا ہے۔

تیسری مثال میں انفصال ایجابی کا حکم ہے کیونکہ زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت کے درمیان تنافی مانی گئی ہے۔

چوتھی مثال میں انفصال سلبی کا حکم ہے کیونکہ سنی کی نسبت اور مومن کی نسبت کے درمیان عدم تنافی مانا گیا ہے۔

الانتباہ: شرطیہ کے باقی مباحث ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیں گے۔

---

(1)۔ اتصال اور انفصال کے معنی میں اگرچہ "ماننے" کا مفہوم داخل ہے لیکن یہاں یہ دونوں "ماننے" کے مفہوم سے خالی ہیں کیونکہ آخر میں "مانا گیا" علیحدہ سے مذکور ہو رہا ہے۔ ۱۲

موضوع، محمول کی شناخت کا بیان

واضح ہو کہ قضیہ حملیہ کی دو قسم ہے: (۱) موجبہ (۲) سالبہ

حملیہ موجبہ: وہ قضیہ ہے جس میں ایک شے کو دوسری شے کے لیے ثابت مانا گیا ہو جیسے: زَیۡدٌ عَالِمٌ۔

حملیہ سالبہ: وہ قضیہ ہے جس میں ایک شے کو دوسری شے سے منتفی مانا گیا ہو جیسے: بَکۡرٌ لَیۡسَ بِجَاھِلٍ۔

عزیز بچو! اگر تم موجبہ اور سالبہ کی مذکورہ بالا تعریف میں تھوڑا سا غور سے کام لو تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ حملیہ موجبہ میں ایک شے کا دوسری شے کے لیے ثبوت مانا جاتا ہے اور حملیہ سالبہ میں ایک شے کا دوسری شے سے انتفا مانا جاتا ہے تو اب دھیان سے سنو کہ جس شے کا ثبوت مانا جاتا ہے یا جس شے کی نفی مانی جاتی ہے وہ منطق کی زبان میں "محمول" ہے اور جس شے کے لیے ثبوت مانا جاتا ہے یا جس شے سے نفی مانی جاتی ہے وہ "موضوع" ہے مثلاً: زَیۡدٌ عَالِمٌ میں زید کے لیے عالم ہونے کا ثبوت مانا گیا ہے لہذا "زید" موضوع اور "عالم" محمول ہے اور جیسے: بَکۡرٌ لَیۡسَ بِجَاھِلٍ میں بکر سے جاہل ہونے کی نفی مانی گئی ہے اس لیے "بکر" موضوع اور "جاہل" محمول ہے حاصل یہ ہے کہ قضیہ حملیہ کا۔

موضوع: وہ شے ہے جس کے لیے کسی دوسری شے کا ثبوت مانا جائے یا وہ شے ہے جس سے کسی دوسری شے کی نفی مانی جائے مثلاً: اَلۡاِنۡسَانُ کَاتِبٌ اور اَلۡفَرَسُ لَیۡسَ بِاَسَدٍ میں انسان اور فرس موضوع ہے اور قضیہ حملیہ کا۔

محمول: وہ چیز ہے جس کا ثبوت کسی دوسری شے کے لیے مانا جائے یا وہ چیز ہے جس کی نفی کسی دوسری شے سے مانی جائے جیسے مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں کاتب اور اسد محمول ہے۔

سوال: "زید نے بکر کو لاٹھی سے مارا" اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب: "زید" موضوع اور "مارا" محمول ہے اور "بکر کو" مارا کا مفعول بہ اور "لاٹھی سے" مارا کا متعلق ہے۔

سوال: "مالدار پر زکاۃ فرض ہے" اس قضیہ میں موضوع محمول متعین کیجئے۔

جواب: زکاۃ، موضوع اور فرض محمول ہے۔ اور اگر اس قضیہ کو عربی میں یوں ادا کریں کہ اَلْغَنِیُّ تَجِبُ عَلَیْہِ الزَّکَاۃُ تو الغنی موضوع اور تَجِبُ عَلَیْہِ الزَّکَاۃُ محمول ہو گا۔

سوال: "جمعہ کے روز دس بجے دن میں بکر حاکم پرگنہ کے سامنے مارا گیا" اس قضیہ میں موضوع محمول کیا ہے؟

جواب: بکر موضوع اور "مارا گیا" محمول ہے اور باقی عبارتیں "مارا گیا" کے لیے ظرف زمان اور ظرف مکان ہیں۔

سوال: "ہمارے رسول غیب پر بخیل نہیں" اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب: "ہمارے رسول" موضوع اور "بخیل" محمول ہے۔

سوال: "خالد میں سمجھ ہے" اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب: "سمجھ" موضوع اور "خالد میں" محمول ہے۔

سوال: "انسان کو ہوا کی ضرورت ہے" اس قضیہ میں موضوع، محمول کیا ہے؟

جواب: "ضرورت" موضوع اور "انسان کو" محمول ہے۔

ان سوالات وجوابات کا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ قضیہ کے موضوع اور محمول کو اچھی طرح پہچان لو تاکہ آئندہ موضوع اور محمول کے متعلق جو مسائل بیان کئے جائیں انہیں آسانی سے سمجھ سکو۔

اجزائے حملیہ کا بیان

قضیہ حملیہ تین جز سے تیار ہوتا ہے:(۱)موضوع(۲) محمول(۳)نسبت تامہ خبریہ۔

جو لفظ نسبت تامہ خبریہ پر دلالت کرتا ہے اسے رابطہ کہتے ہیں مثلاً:زَیْدٌ ھُوَعَالِمٌ میں زید موضوع،عالم محمول اورھو رابطہ ہے جو نسبت تامہ خبریہ ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے۔

اور جیسے:بَکَرٌ لَیْسَ بِجَاھِلٍ میں بکر موضوع جاھل محمول اور لفظ لیس رابطہ ہے جو نسبت تامہ خبریہ سلبیہ پر دلالت کرتا ہے جاننا چاہئے کہ رابطہ کو کبھی حذف کر دیتے ہیں جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ میں رابطہ محذوف ہے۔

سوال: اردو اور فارسی میں نسبت خبریہ ایجابیہ اور نسبت خبریہ سلبیہ پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہے۔

جواب: اردو میں لفظ ''ہے'' اور فارسی میں لفظ ''است''نسبت خبریہ ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے جیسے زید کھڑا ہے۔ خالد جوان است، میں ''ہے'' اور'' است''نسبت خبریہ ایجابیہ پر دلالت کر رہا ہے۔ یونہی اردو میں ''نہیں'' اور فارسی میں ''نیست''نسبت خبریہ سلبیہ پر دلالت کرتا ہے جیسے خالد جاہل نہیں، زید ہوشیار نیست، میں ''نہیں'' اور ''نیست''نسبت خبریہ سلبیہ پر دلالت کر رہا ہے۔

تصور اور تصدیق کا تفصیلی بیان

عزیز نونہالو! اس کتاب کے ابتدائی حصے میں تمہیں بتایا جاچکا ہے کہ منطقیوں کے نزدیک شی کی صورت ذہنیہ کو علم کہتے ہیں پھر علم کی دو قسمیں کرتے ہوئے تصور اور تصدیق کا صرف مختصر سا ذکر کر دیا گیا تھا کیونکہ اس وقت تمہارا ذہن بہت ننھا تھا۔ تصدیق کی حقیقت تک پہونچنا تمہارے لیے دشوار تھا لیکن اب جب کہ تم کتاب کا اچھا خاصہ حصہ پڑھ چکے ہو اور تمہیں موضوع، محمول نیز نسبت خبریہ کی پہچان کرادی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے سامنے تصور اور تصدیق کی اچھی طرح وضاحت کر دی جائے۔ اب ذیل کے سوال وجواب کو بغور پڑھو اور سمجھنے کی پوری کوشش کرو۔

سوال: قلم کی صورت ذہنیہ تصور ہے یا تصدیق؟

جواب: قلم کی صورت ذہنیہ تصور ہے۔

سوال: قلمِ زید کی صورت ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصور ہے۔

سوال: مار تو۔ کی صورت ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصور ہے۔

سوال: مار اور تو، کے درمیان نسبتِ انشائیہ کی صورت ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصور ہے۔

سوال: آسمان بلند ہے۔ اس قضیہ میں "آسمان" اور "بلند" کے درمیان نسبت خبریہ کی صورت ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: یہ صورت ذہنیہ اگر واقع کے مطابق مانی ہوئی ہے تو وہ تصدیق ہے ورنہ تصور ہے۔

سوال: اذعانِ نسبت خبریہ کا کیا مطلب ہے۔

جواب: نسبت خبریہ کی وہ صورت ذہنیہ جو واقع کے مطابق باور شدہ ہے۔

سوال: تمام مسلمانوں کا عقیدۂ قطعیہ ہے کہ سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رحمۃ للعلمین ہیں۔ اس خط کشیدہ قضیہ میں محکوم علیہ محکوم بہ اور رابطہ کیا ہے اور اس قضیہ سے کتنی ذہنی صورتیں متعلق ہیں اور ان میں کون کون تصور ہیں اور کون تصدیق ہے؟

جواب: اس قضیہ میں سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس محکوم علیہ، رحمۃٌ لِّلْعٰلمِین محکوم بہ اور لفظ "ہیں" رابطہ ہے جو نسبت ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس قضیہ سے چار ذہنی صورتیں متعلق ہیں۔ سرکاراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (۱)صورت ذہنیہ (۲) رحمۃ للعٰلمین کی صورت ذہنیہ (۳) نسبت ایجابیہ کی سادہ صورت ذہنیہ پھر اس نسبت ایجابیہ کی (۴) اذعانی صورت ذینیہ۔ پہلی تین ذہنی صورتیں تصور ہیں اور آخری صورت ذہنیہ تصدیق ہے۔

سوال: قضیہ مذکورہ بالا کے محکوم علیہ اور محکوم بہ کی صورت ذہنیہ کو آپ نے سادہ نہیں کہا اور نسبت ایجابیہ کی صورت ذہنیہ کو سادہ کہا۔۔۔ ایسا کیوں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ محکوم علیہ اور محکوم بہ کی صورت ذہنیہ ہمیشہ سادہ ہی رہتی ہے اور رہی نسبت خبریہ کی صورت ذہنیہ تو کبھی وہ سادہ ہوتی ہے اور اس وقت تصور ہوگی اور کبھی اذعانی ہوتی ہے اور اس وقت اسے تصدیق کہیں گے تو جب ایک نسبت خبریہ سے دو طرح کی صورت ذہنیہ متعلق ہے تو ان کے آپس میں فرق ظاہر کرنے کے لیے ضرور ایک صورت ذہنیہ کو سادہ اور دوسری صورت ذہنیہ کو اذعانی بتانا ہو گا۔

سوال: محکوم علیہ یا محکوم بہ کی صورت ذہنیہ اذعانی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

جواب: نہ تو محکوم علیہ کی صورت ذہنیہ اذعانی ہو سکتی ہے نہ محکوم بہ کی، ہاں نسبت خبریہ کی صورت ذہنیہ ضرور اذعانی ہو سکتی ہے۔

سوال: شاید زید عالم ہے۔ اس قضیہ کی نسبت خبریہ کی صورت ذہنیہ تصور ہے یا تصدیق؟

جواب: یہ صورت ذہنیہ چونکہ اذعان سے خالی ہے اس لیے تصور ہے، تصدیق نہیں ہے۔

سوال: آسمان بلند ہے۔ اس قضیہ کی نسبت ایجابیہ کو واقع کے مطابق باور کرنے کا کیا معنی ہے؟

جواب: جس طرح تمہارے ذہن میں آسمان کے لیے بلندی کی ثبوتی نسبت حاصل ہے یوں ہی اگر تمہارا ذہن یہ تسلیم کرلے کہ واقع میں بھی آسمان کے لئے بلندی ثابت ہے تو اس تسلیم کا معنی یہ ہے کہ تم نے ''آسمان بلند ہے'' کی نسبت ایجابیہ کو واقع کے مطابق باور کرلیا۔

سوال: زید اندھا نہیں۔ اس قضیہ کی نسبت سلبیہ کو واقع کے مطابق باور کرنے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: جس طرح تمہارے ذہن میں زید سے اندھے پن کی نسبت برطرف ہے یوں ہی اگر تمہارا ذہن یہ مانتا ہو کہ نفس الامر میں زید کے ساتھ اندھے پن کا وصف نہیں پایا جارہا ہے تو اس ماننے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ''زید اندھا نہیں'' کی نسبت سلبیہ کو واقع کے مطابق باور کرلیا۔

سوال: تصور کی تعریف کیا ہے؟

جواب: شے کی وہ صورت ذہنیہ جو اذعان سے خالی ہو اسے تصور کہتے ہیں، مثلاً زید، احمد کا

غلام ہوشیار لڑکا، تم پڑھو۔ ان سب کی صورت ذہنیہ تصور ہے۔

سوال: تصدیق کی تعریف کیا ہے؟

جواب: نسبت خبریہ کی وہ صورت ذہنیہ جو اذعان ہو اسے تصدیق کہتے ہیں، مثلاً نماز فرض ہے، سورج کالا نہیں، ان قضیوں کی نسبت خبریہ کا اذعان تصدیق ہے۔

سوال: تصدیق ایجابی اور تصدیق سلبی کسے کہتے ہیں؟

جواب: نسبت ثبوتیہ کے اذعان کو تصدیق ایجابی کہتے ہیں جیسے آسمان نیلا ہے کی نسبت کا اذعان تصدیق ایجابی ہے، اور نسبت سلبیہ کے اذعان کو تصدیق سلبی کہتے ہیں: مثلاً سورج کالا نہیں کی نسبت کا اذعان تصدیق سلبی ہے۔

سوال: تصدیق کے وجود کے لیے کچھ شرط ہے؟

جواب: ہاں، وجود تصدیق کے لیے تین تصور کا پایا جانا شرط ہے، مثلاً "زید عالم ہے" کی تصدیق کے لیے (۱) زید کا تصور (۲) عالم کا تصور، پھر زید اور عالم کے درمیان (۳) نسبت خبریہ کا تصور حاصل ہونا ضروری ہے۔

سوال: حصولِ تصدیق کے لیے تصورات ثلثہ کا پایا جانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لیے کہ نسبت خبریہ کے اذعان کا نام تصدیق ہے تو جب تک نسبت خبریہ کا تصور نہ ہو جائے اس کا اذعان کس طرح ہو گا۔ اور چونکہ نسبت خبریہ، محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان ہوتی ہے اس لیے اس کے تصور سے پہلے محکوم علیہ اور محکوم بہ کا تصور ضروری ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ حصولِ تصدیق سے پہلے تصوراتِ ثلٰثہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

محصوراتِ اربعہ وغیرہ کا بیان

قضیہ کی اس کے موضوع کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

(۱) شخصیہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ (۴) مہملہ

(۱)۔۔شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو مثلاً سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں اور جیسے یہ قلم خوبصورت ہے، زید تندرست ہے، بکر غریب نہیں۔

تنبیہ ضروری: جس قضیہ میں موضوع کی جگہ اللہ تعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ کا مقدس نام ذکر کیا جائے اسے قضیہ شخصیہ ہرگز نہ کہنا چاہیے بلکہ قضیہ قدسیہ کہا جائے۔ جیسے: اَللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾، اَللّٰہُ رَبُّنَا، اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۱﴾، اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾۔

(۲)۔۔طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم نفس حقیقت پر ہو جیسے: اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ (انسان نوع ہے)، دیکھو اس قضیہ میں انسان موضوع ہے اور وہ کلی ہے اور نوع ہونے کا حکم انسان کے افراد زید، بکر وغیرہ پر نہیں بلکہ خود حقیقت انسانیہ پر ہے اور جیسے "حیوان نوع نہیں" اس قضیہ میں نوع نہ ہونے کا حکم نفس حقیقتِ حیوانیہ پر ہے۔

(۱)۔۔محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افراد موضوع پر ہو اور افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان کر دی گئی ہو جیسے: کُلُّ نَبِیٍّ مُطَّلَعٌ عَلَی الْغَیْبِ اور جیسے: بَعْضُ الْمُتَعَلِّمِ حَافِظُ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۔ قضیہ محصورہ کا دوسرا نام مُسَوَّرَہ ہے۔

(۴)۔۔سور: وہ لفظ ہے جس سے افراد موضوع کی مقدار کلًّا یا بعضاً بیان کی جاتی ہے جیسے زبان عربی میں کل، بعض، لاشیٔ، بعض لیس۔ زبانِ اردو میں ہر، تمام، کچھ، کوئی نہیں، کچھ نہیں۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں:

(۱)موجبہ کلیہ (۲)موجبہ جزئیہ (۳)سالبہ کلیہ (۴)سالبہ جزئیہ

(۱)۔۔موجبہ کلیہ: وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے ہر فرد کے لیے محمول کا ثبوت مانا گیا ہو جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (پ۱۷، الأنبیاء:۳۵) اور جیسے ہر انسان ذی حیات ہے۔

(۲)۔۔موجبہ جزئیہ: وہ قضیہ ہے میں میں موضوع کے بعض افراد کے لیے محمول کا ثبوت مانا گیا ہو جیسے: بَعْضُ الْاِنْسَانِ کَافِرٌ اور جیسے بعض علماء فقیہ ہیں، کچھ طلبہ نہایت محنتی ہیں۔

(۳)۔۔سالبہ کلیہ: وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے ہر فرد سے محمول کی نفی مانی گئی ہو جیسے: لَاشَیْءَ مِنَ الصَّحَابِیِّ بِفَاسِقٍ اور جیسے کوئی مرتد قابل مغفرت نہیں۔

(۴)۔۔سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ ہے جس میں موضوع سے بعض افراد سے محمول کی نفی مانی گئی ہو جیسے: بَعْضُ الصَّلَاةِ لَیْسَتْ بِفَرْضٍ اور جیسے کچھ انسان خوش نصیب نہیں۔

مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افرادِ موضوع پر ہو لیکن افراد کی مقدار کلاًّ یا بعضاً بیان نہ کی گئی ہو جیسے: اَلْمُؤْمِنُ مَغْفُوْرٌ اور جیسے گھوڑا وفادار جانور ہے۔

حمل کا بیان

حمل: دو چیزیں جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے غیر ہوں ان کو وجود میں متحد قرار دیا جیسے: زَیْدٌ طَبِیْبٌ دیکھو زید کا مفہوم اور طبیب کا مفہوم غیر غیر ہے لیکن یہاں دونوں کو وجود میں متحد مانا گیا ہے۔ پھر حمل کی دو قسمیں ہیں: (۱) حمل بالاشتقاق (۲) حمل بالمواطاۃ۔

حمل بالاشتقاق: جب کسی مشتق یا ذو یا کسی حرف جار کے واسطہ سے ایک مفہوم پر دوسرا مفہوم محمول ہو تو حمل بالاشتقاق ہے جیسے: (۱) زَیْدٌ کَاتِبٌ (۲) عَبْدُالرَّحْمٰنِ ذُوْکِتَابَۃٍ (۳) اَلْوَلَدُ فِی الْمَدْرَسَۃِ (۴) بَکْرٌ عَلَی الْوُضُوْءِ (۵) اَلْمَالُ لِعَمْرٍو

پہلی مثال میں کاتب کے واسطہ سے کتابت کا حمل زید پر، دوسری مثال میں ذو کے واسطہ سے کتابت کا حمل عبد الرحمن پر تیسری مثال میں بواسطہ فی مدرسہ کا حمل ولد پر، چوتھی مثال میں بواسطہ علی وضو کا حمل بکر پر، پانچویں مثال میں بواسطہ لام جر عمرو کا حمل مال پر حمل بالاشتقاق ہے۔

حمل بالمواطاۃ: جب ایک مفہوم پر دوسرا مفہوم بے واسطہ محمول ہو تو حمل بالمواطاۃ ہے۔

جیسے: (۱) زَیْدٌ کَاتِبٌ (۲) خَالِدٌ رَجُلٌ

پہلی مثال میں کاتب کا حمل زید پر اور دوسری مثال ہیں رَجُلٌ کا حمل خالد پر حمل بالمواطاۃ ہے۔

توضیح: کاتب مشتق ہے اور کتابت اس کا مبد اَ ہے تو زَیْدٌ کَاتِبٌ میں جب زید پر کاتب کا حمل مانا جائے تو یہ حمل بالمواطاۃ ہو گا اور جب بواسطہ کاتب، کتابت کا حمل زید پر مانا جائے تو یہ حمل بالاشتقاق ہو گا۔

معدولہ، محصلہ، بسیطہ کا بیان

قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں:

(1) قضیہ معدولۃ الموضوع (۲) قضیہ معدولۃ المحمول (۳) قضیہ معدولۃ الطرفین

معدولۃ الموضوع: وہ قضیہ موجبہ یاسالبہ ہے جس میں حرفِ[1] سلب موضوع کا جز ہے جیسے: اَللَّاعَالِمُ حَیٌّ[2]، اَللَّاحَیُّ لَیْسَ بِکَاتِبٍ[3] اور جیسے نادان غریب ہے، وہ بے دین مسلمان نہیں۔

معدولۃ المحمول: وہ قضیہ موجبہ یاسالبہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جز ہو جیسے: زَیْدٌ عَدِیْمُ الْحَیَاءِ[4]، اَلْاِنْسَانُ لَیْسَ بِلَاحَیٍّ[5] اور جیسے بکر ناراض ہے، خالد انجان نہیں۔

معدولۃ الطرفین: وہ قضیہ موجبہ یا سالبہ ہے جس میں حرف سلب موضوع اور محمول دونوں کا جز ہے جیسے: عَدِیْمُ الْبَصَرِ غَیْرُ خَائِفٍ[6]، غَیْرُ الْمُسْلِمِ لَیْسَ بِعَدِیْمِ الْفَهْمِ[7] اور جیسے: وہ بے قصور نڈر ہے۔ یہ ان پڑھ بے وقوف نہیں ہے۔

جب قضیہ موجبہ میں حرفِ سلب نہ تو موضوع کا جز ہو نہ محمول کا تو ایسے قضیہ موجبہ کو محصلہ کہتے ہیں جیسے: زَیْدٌ کَاتِبٌ اور جب قضیہ سالبہ میں حرف سلب نہ تو موضوع کا جز ہو نہ

---

(1)۔ یہاں حرف سے مراد حرف نحوی نہیں بلکہ حروف عرفی یعنی لفظ "کلمہ" مراد ہے۔ ١٢

(2)۔ بے علم زندہ ہے۔ ١٢

(3)۔ بے جان کاتب نہیں۔ ١٢

(4)۔ زید بے شرم ہے۔ ١٢

(5)۔ انسان بے جان نہیں ١٢

(6)۔ نابینا نڈر ہے۔

(7)۔ غیر مسلم ناسمجھ نہیں۔ ١٢

محمول کا تو ایسے قضیہ کو بسیطہ کہتے ہیں جیسے: لَاشَیْءَ مِنَ الْمُشْرِكِ بِمَغْفُوْرٍ۔



مشقی سوالات

(۱)۔۔مندرجہ ذیل قضایا میں محصورہ کی قسمیں اور قدسیہ، شخصیہ، مہملہ متعین کرو!

ہر انسان ذی حیات ہے ، کوئی فرشتہ گنہ گار نہیں ، بعض عالم خطیب ہیں، بعض لوگ شریف نہیں، کچھ طلبہ بیمار ہیں، اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا رب ہے، زید ہوشیار ہے، مومن شریف ہے، تم تندرست ہو، رب العزۃ جل جلالہ ہی قابلِ پرستش ہے۔

(۲)۔۔قضایائے ذیل میں معدولہ کی قسمیں بتاؤ!

نعمت الٰہیہ بے شمار ہیں، وہ سمندر اَتھاہ ہے، یہ بلڈنگ ناپائیدار نہیں۔

(۳)۔۔مندرجہ ذیل قضایا میں کون معدولہ ہے اور کون غیر معدولہ؟ غور کر کے بتاؤ!

نابینا نے نماز پڑھی، میں اس نابالغ کو پڑھاؤں گا، زید نے بے نمازی کو سزا دی۔

ذاتِ موضوع اور وصفِ عنوانی کا بیان

واضح ہو کہ منطق کی زبان میں افرادِ موضوع کو ذاتِ موضوع کہتے ہیں اور جس مفہوم سے موضوع کی تعبیر کی جاتی ہے اس کو وصف عنوانی یا عنوانِ موضوع کہتے ہی جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ میں "انسان" وصف عنوانی ہے اور انسان کے افراد مثلاً: زید، بکر، خالد وغیرہ ذات موضوع ہیں۔

وصف عنوانی کبھی ذات موضوع کا جز ہوتا ہے مثلاً: كُلُّ حَيَوَانٍ حَسَّاسٌ میں "حیوان" وصف عنوانی ہے اور حیوان اپنے افراد انسان، حمار، فرس، اسد، کلب وغیرہ کا جز ہے۔ اور کبھی ذاتِ موضوع کا عین ہوتا ہے جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ میں "انسان" وصف عنوانی ہے اور انسان اپنے افراد زید، بکر، خالد وغیرہ کا عین حقیقت ہے۔ اور کبھی ذات موضوع کی حقیقت سے خارج ہوتا ہے جیسے: اَلْكَاتِبُ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ میں "کاتب" وصف عنوانی ہے اور کاتب اپنے افراد زید، بکر، خالد وغیرہ کی حقیقت سے خارج ہے۔

قضایائے موجہات کا بیان

قضیہ حملیہ میں موضوع اور محمول کے درمیان جو نسبت پائی جاتی ہے وہ نفس الامر میں کسی نہ کسی کیفیت مثلاً وجوب، ضرورت، دوام، فعلیت سے ضرور متصف ہو گی مثلاً: (۱) اللہ تعالیٰ صادق ہے (۲) انسان حیوان ہے (۳) زمین ساکن [1] ہے (۴) حیوان متنفس ہے۔

پہلے قضیہ میں صدق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے نفس الامر میں یہ نسبت "وجوب" سے متصف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدسیہ سے صدق کا جدا [2] ہونا محال ہے۔

دوسرے قضیہ میں انسان کی طرف حیوانیت کی نسبت ہے۔ نفس الامر میں یہ نسبت "ضرورت" سے متکیف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جب تک انسان موجود ہے اس سے حیوانیت کا جدا ہونا ممتنع ہے۔

تیسرے قضیہ میں زمین کی طرف سکون کی نسبت ہے نفس الامر میں یہ نسبت "دوام" سے متصف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے سکون کی نسبت کبھی جدا نہ ہو گی اگرچہ جدا ہونا ممکن ہے۔

چوتھے قضیہ میں حیوان کی طرف تنفس کی نسبت ہے۔ نفس الامر میں یہ نسبت "فعلیت" سے متصف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ زمانہ ماضی یا زمانہ حال یا زمانہ استقبال یعنی

---

(1)۔ یہاں سکونِ زمین سے مراد زمین کا گردش نہ کرنا ہے تو اگر اس وقت زمین متزلزل ہو تو سکون کے خلاف نہ ہو گا۔ ۱۲

(2)۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی ابدی ہے یوں ہی اس کا صدق بھی ازلی ابدی ہے لہٰذا اس کے حق میں امکانِ کذب کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ۱۲

ان تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں تنفس کی نسبت حیوان سے الگ نہیں ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ثابت ہوا کہ ہر نسبت کسی نفس الامری کیفیت سے ضرور متصف ہے خواہ اس کیفیت کو ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ پھر اگر قضیہ میں نسبت کی کیفیت بیان کر دی جائے تو اب وہ قضیہ "قضیہ موجہہ" قرار پائے گا جیسے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صَادِقٌ بِالْوُجُوْبِ۔

دیکھو اس قضیہ قدسیہ میں جس واقعی کیفیت سے نسبت متکیف ہے اس کا بیان بالوجوب سے کیا گیالہذا یہ قضیہ قدسیہ قضیہ موجہہ قرار پایا ہے۔ اور اگر نسبت کی کیفیت کا اظہار نہ کیا جائے تو اس صورت میں قضیہ کو "قضیہ مطلقہ" کہیں گے جیسے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صَادِقٌ۔ پھر جو لفظ اس نفس الامری کیفیت پر دلالت کرے اس کو جہت قضیہ، اور خود نفس الامری کیفیت کو مادۂ قضیہ کہتے ہیں۔ ذیل میں سب کی تعریف لکھی جاتی ہے۔

مادۂ قضیہ: وہ کیفیت واقعیہ ہے جس سے نسبت متصف ہو جیسے ضرورت، دوام، فعلیت وغیرہ۔

جہت قضیہ: وہ لفظ(1) ہے جو کیفیت واقعیہ پر دلالت کرے مثلاً بالضرورۃ، دائمًا، بالدوام، بالفعل، بالامکان کے الفاظ۔

قضیہ موجہہ: وہ قضیہ ہے جس میں کسی جہت کا بیان ہو جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَۃِ

قضیہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے جس میں جہت کا ذکر نہ ہو جیسے: کُلُّ اَرْضٍ سَاکِنَۃٌ۔

---

(1)۔ھذا فی القضیۃ الملفوظۃ اما فی المعقولۃ فحکم العقل بان النسبۃ متکیفۃ بکیفیۃ کذا تسمی جہۃ ھکذا فی القطبی۔ ۱۲

قضیہ موجہہ صادقہ: وہ قضیہ ہے جس میں جہت مادہ کے مطابق ہو مثلاً: کُلُّ اِنۡسَانٍ نَاطِقٌ بِالضَّرُوۡرَۃِ۔

قضیہ موجہہ کاذبہ: وہ قضیہ ہے جس میں جہت مادہ کے مخالف ہو مثلاً: کُلُّ اِنۡسَانٍ جَائِعٌ بِالدَّوَامِ۔

پھر قضیہ موجہہ کی دو قسم ہے: **(۱)بسیطہ** **(۲)مرکبہ**

بسیطہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس کی حقیقت صرف ایجاب یا صرف سلب ہو جیسے: کُلُّ حَیَوَانٍ حَسَّاسٌ بِالضَّرُوۡرَۃِ اور جیسے: لَاشَیۡءَ مِنَ الۡاِنۡسَانِ بِفَرَسٍ بِالضَّرُوۡرَۃِ پہلی مثال میں قضیہ موجہہ کی حقیقت صرف ایجاب اور دوسری مثال میں قضیہ موجہہ کی حقیقت صرف سلب ہے۔

مرکبہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جو بسیطہ موجبہ اور بسیطہ سالبہ سے مرکب ہو اور دوسرا جز اشارۃ مذکور ہو۔ دوسرے لفظ میں یوں کہنا بھی درست ہے کہ مرکبہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہو۔ مگر دوسرا جز[1] مجملاً مذکور ہو جیسے: کُلُّ اِنۡسَانٍ جَائِعٌ بِالۡفِعۡلِ، لَادَائِماً۔

دیکھو اس قضیہ کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہے مگر دوسرا جز صریحاً نہیں بلکہ مجملاً مذکور ہے۔

واضح ہو کہ موجہہ بسیطہ کی آٹھ قسم ہے: **(۱)**ضروریہ مطلقہ **(۲)**دائمہ مطلقہ **(۳)**مشروطہ عامہ **(۴)**عرفیہ عامہ **(۵)**وقتیہ مطلقہ **(۶)**منتشرہ مطلقہ **(۷)**مطلقہ عامہ **(۸)**ممکنہ عامہ۔

---

(1)۔یعنی دوسرے قضیہ میں موضوع، محمول کا ذکر نہ کیا جائے۔ ۱۲

ضروریہ مطلقہ: وہ موجہہ ہے جس میں یہ مانا گیا کہ ذاتِ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا ذات موضوع سے محمول کا سلب ضروری طور پر ہے جب کہ ذات موضوع موجود ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ۔ لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَةِ اور جیسے تین ضرور طاق ہے، کوئی تین ہر گز جفت نہیں۔

دائمہ مطلقہ: وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا کہ ذات موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا ذات موضوع سے محمول کا سلب، جب تک ذات موضوع موجود ہو دوامی طور پر ہے جیسے: كُلُّ اَرْضٍ سَاكِنَةٌ بِالدَّوَامِ۔ لَاشَيْءَ مِنَ الْفَلَكِ (1) بِمُتَحَرِّكٍ بِالدَّوَامِ۔ كُلُّ فَرَسٍ حَيَوَانٌ بِالدَّوَامِ۔ لَاشَيْءَ مِنَ الْفَرَسِ بِاِنْسَانٍ بِالدَّوَامِ۔

واضح ہو کہ ضرورت نسبت کا مطلب یہ ہے کہ محمول کی نسبت کا موضوع سے جدا ہونا محال ہے مثلاً: كُلُّ فَرَسٍ حَيَوَانٌ میں ضرورت نسبت پائی جاتی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حیوانیت کی نسبت کا فرس سے جدا ہونا محال ہے۔

اور دوامِ نسبت کا معنی یہ ہے کہ محمول کی نسبت موضوع سے کبھی جدا نہ ہو گی خواہ جدا ہونا محال ہو یا ممکن، مثلاً: کل انسان حیوان بالدوام میں دوام نسبت کا حکم کیا گیا ہے یعنی حیوانیت کی نسبت انسان سے کبھی جدا نہ ہو گی مگر دوامِ نسبت کے ساتھ اس قضیہ خاص میں ضرورتِ نسبت بھی پائی جارہی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حیوانیت کی نسبت کا انسان سے جدا ہونا محال ہے اور جیسے: کل ارض ساکنة دائماً میں بھی دوام نسبت کا حکم کیا گیا ہے،

---

(1)۔ متقدمین فلاسفہ گردشِ آسمان کے قائل تھے۔ دور جدید کے ارباب سائنس گردش زمین کے قائل اور وجود آسمان کے منکر ہیں۔ ہم مسلمانوں کے نزدیک زمین و آسمان دونوں موجود اور چکر سے محفوظ ہیں۔ اس مسئلہ پر جسے نقلی و عقلی دلائل ملاحظہ کرنے کا شوق ہو وہ اعلحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالی کے رسائل مبارکہ نزول آیات فرقان، فوز مبین کا مطالعہ کرے۔

لیکن اس قضیہ خاص میں دوام نسبت کے ساتھ ضرورتِ نسبت نہیں پائی جارہی ہے، جس کا معنی ہے کہ سکون کی نسبت زمین سے کبھی جدا نہ ہو گی اگرچہ جدا ہونا ممکن ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جس قضیہ میں مادۂ ضرورت ہو گا وہاں مادۂ دوام ضرور صادق آئے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی قضیہ میں مادۂ دوام صادق آئے اور مادۂ ضرورت صادق نہ آئے دیکھو کل فرس حیوان میں مادۂ ضرورت اور مادۂ دوام دونوں پایا جاتا ہے، اور کل ارض ساکنۃ میں صرف مادۂ دوام ہے مادۂ ضرورت نہیں۔

مشروطہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے اس شرط پر ضروری ہے کہ ذات موضوع وصف عنوانی سے متصف ہو جیسے: بالضرورۃ کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا ولاشیء من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا، اور جیسے ہر دھوبی جب تک کہ دھو رہا ہو ضرور اس کے ہاتھ ہلتے ہیں، کوئی دھوبی جب تک کہ دھوتا ہو ہر گز اس کے ہاتھ ساکن نہیں۔

عرفیہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع کے لیے یا محمول کا سلب، ذات موضوع سے اس شرط پر دوامی ہے کہ ذات موضوع وصفِ عنوانی سے متصف ہو جیسے: بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا و بالدوام لاشیء من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا۔

وقتیہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب، ذات موضوع سے کسی وقتِ معین میں ضروری ہے۔ جیسے: بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بین القمر والشمس وبالضرورۃ لا

شیء من القمر بمنخسف وقت التربیع۔

منتشرہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع کے لیے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے وقت غیر معین میں ضروری ہے جیسے: بالضرورۃ کل انسان جائع وقتاً ما وبالضرورۃ لاشیء من الحیوان بمتنفس وقتا ماً۔

مطلقہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ذات موضوع کے لیے محمول ثابت ہے یا ذات موضوع سے محمول منتفی ہے جیسے: کل انسان متنفس بالفعل ولاشیء من الانسان بمتنفس بالفعل اور جیسے کل متعلم یحفظ الدرس وبعض المتعلم لم یقرأ ھدایۃ النحو۔

توضیح: مطلقہ عامہ کی مثال میں جب محمول فعل لایا جائے تو اس میں بالفعل کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ افعال[1] میں احد الازمنۃ الثلاثۃ کا مفہوم خود موجود ہے لیکن محمول جب اسم لایا جائے تو بالفعل کا ذکر ضروری ہے۔

یہاں بالفعل کا مطلب یہ ہے کہ محمول کا ثبوت یا سلب فی احد الازمنۃ الثلاثۃ متحقق ہے۔

ممکنہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کی نسبت کا جانبِ مخالف ذات موضوع کے لیے ضروری نہیں ہے جیسے: کل انسان حیوان بالامکان العام۔ اس قضیہ میں یہ حکم کیا گیا ہے کہ انسان کے کسی فرد کے لیے حیوان نہ ہونا ضروری نہیں اور جیسے: لاشیء من الانسان بکاتب بالامکان العام اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ انسان کے کسی فرد کے لیے کاتب ہونا ضروری نہیں۔

---

(1)۔ فعل کی ساخت اور بناوٹ ہی جہت کا کام دیتی ہے اس لیے دوبارہ جہت کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ۱۲

موجہات مرکبہ کابیان

یہ تمہیں بتایا جاچکاہے کہ موجہہ مرکبہ کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہوتی ہے مگر دوسرا جز مجملاً مذکور ہوتاہے یعنی مرکبہ میں شرط ہے کہ دوسرا جز مستقلاً مذکور نہ ہو اس لیے کہ اگر دونوں جز مستقلا ذکر کیے جائیں تو اس کو مرکبہ نہ کہیں گے بلکہ دونوں قضیے الگ الگ دو بسیطہ قرار پائیں گے، پھر اگر مرکبہ کا پہلا جز موجبہ ہو تو پورے قضیہ کو موجبہ کہیں گے اور اگر پہلا جز سالبہ ہو تو پورا قضیہ سالبہ قرار پائے گا۔()

قضیہ موجہہ مرکبہ کی سات قسمیں ہیں: (۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ (۳) وجودیہ لاضروریہ (۴) وجودیہ لادائمہ (۵) وقتیہ (۶) منتشرہ (۷) ممکنہ خاصہ۔

واضح ہو کہ ممکنہ خاصہ کے سوا باقی قضایائے مرکبہ لا دائماً یالا بالضرورۃ سے مقید رہیں گے۔ اور لا دائماً سے مطلقہ عامہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہو گا پھر اگر مرکبہ کا جز اول موجبہ ہو تو لا دائماً سے مطلقہ عامہ سالبہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ سالبہ کی جانب اشارہ ہو گا اور اگر مرکبہ کا جز اول سالبہ ہو تو لا دائماً سے مطلقہ عامہ موجبہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکن عامہ موجبہ کی طرف اشارہ ہو گا۔ اور اگر مرکبہ کا جز اول کلیہ ہو تو لا دائما سے مطلقہ عامہ کلیہ اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ کلیہ مراد ہو گا اور اگر جز اول جزئیہ ہو تو لا دائماً سے مطلقہ عامہ جزئیہ اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ جزئیہ مراد ہو گا۔

ذیل میں مرکبات کی تعریفیں اور مثالیں تحریر کی جاتی ہیں۔

(1)۔۔ **مشروطیہ خاصہ:** اس مشروطہ عامہ کو کہتے ہیں جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ جیسے:

بالضرورۃ کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا، لا دائما اس قضیہ کا پہلا جز مشروط عامہ موجبہ کلیہ ہے اور دوسرا جز جس کی طرف لا دائما اشارہ کرتا ہے وہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے یعنی لاشیء من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل۔ اس مرکبہ کے جزاول میں ضرورت وصفی کا حکم ہے۔ یعنی کاتب کے تمام افراد مثلاً زید، بکر خالد وغیرہ کے لیے تحرک اصابع کی نسبت ثبوتی ان سب کے کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے۔

اور جز ثانی میں لادوام ذاتی کا حکم ہے یعنی کاتب کے تمام افراد مثلاً زید، بکر وغیرہ سے فی احد الازمنۃ الثلاثۃ تحریک اصابع کی نسبت مسلوب مانی گئی ہے۔

سوال: ضرورت ذاتی اور ضرورت وصفی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذات موضوع کے لیے بلا شرط ضروری مانا جائے تو ایسی ضرورت کو ضرورت ذاتی کہتے ہیں جیسے: کل انسان حیوان بالضرورۃ میں انسان کے افراد زید، بکر وغیرہ کے لیے حیوانیت کی نسبت ایجابی بغیر کسی شرط کے ضروری مانی گئی ہے، اور مثلا لاشیء من الانسان بحجر بالضرورۃ میں زید، بکر وغیرہ کے لیے حجریت کی نسبت سلبی بلا شرط ضروری تسلیم کی گئی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں مثالوں میں ضرورت ذاتی کا حکم ہے۔ اور جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذات موضوع کے لیے بشرط وصف عنوانی، ضروری مانا جائے تو اس ضرورت کو ضرورت وصفی کہیں گے جیسے: بالضرورۃ کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتباً میں افرادِ کاتب یعنی زید و بکر وغیرہ کے لیے تحرک اصابع کی نسبت ایجابی ان سب کے کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے۔ یونہی بالضرورۃ لا شیء من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا میں زید و بکر وغیرہ کے

لیے سکون اصابع کی نسبت سلبی ان کے کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ان پچھلی دو مثالوں میں ضرورت وصفی کا معنی ہے۔

سوال: دوام ذاتی اور دوام وصفی کا کیا معنی ہے؟

جواب: جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذات موضوع کے لیے اس کے کسی وصف کی شرط کے بغیر دوامی طور پر مانا جائے تو اس دوام کو دوام ذاتی کہیں گے جیسے: کل ارض ساکنۃ بالدوام اور لا شیء من الارض بمتحرکۃ بالدوام میں دوام ذاتی کا حکم ہے۔ اور جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذات موضوع کے لیے بشرط وصف عنوانی، دوامی طور پر مانا جائے تو اس دوام کو دوام وصفی کہیں گے مثلاً: بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا اور بالدوام لا شیء من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا میں دوام وصفی کا حکم ہے۔

سوال: لا دوام ذاتی کا کیا معنی ہے؟

جواب: لا دوام ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موجہہ مرکب کے جزاول میں جس نسبت ایجابی یا سلبی کا حکم کیا گیا ہے وہ ذات موضوع کے لیے دوامی نہیں ہے مثلاً: بالضرورۃ کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا لا دائماً کے جزِاول میں افرادِ کاتب یعنی زید، بکر وغیرہ کے لیے بشرط وصف کتابت تحرک اصابع کی نسبت ایجابی کو ضروری مانا گیا ہے پھر لا دائما لاکر یہ حکم کیا گیا کہ تحرکِ اصابع کی نسبت ایجابی ذات موضوع کے لیے دوامی نہیں اور جب تحرک اصابع کی نسبت ایجابی ذات موضوع کے لیے دوامی نہیں تو تحرک اصابع کی نسبت سلبی بالفعل یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور متحقق ہے، اسی لیے یہاں لا دائما سے قضیہ مطلقہ عامہ سالبہ یعنی لا شیء من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل پیدا ہوگا۔

اور جیسے: بالضرورۃ لا شیء من الکاتب بساکن الا صابع مادام کاتب لا دائماً کے جزو اول میں افراد کاتب یعنی زید، بکر وغیرہ کے لیے بشرط وصف کتابت، سکون اصابع کی نسبت سلبی کو ضروری مانا گیا ہے پھر لا دائما لا کر یہ حکم کیا گیا کہ سکون اصابع کی نسبت سلبی ذات موضوع کے لیے دوامی نہیں ہے اور جب سکون اصابع کی نسبت سلبی ذات موضوع کے لیے دوامی نہیں تو سکون اصابع کی نسبت ایجابی بالفعل یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور متحقق ہے لہذا یہاں لا دائما سے قضیہ مطلقہ عامہ موجبہ یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل پیدا ہوگا حاصل گفتگو یہ ہے کہ ضرورت وصفی اور لا دوام ذاتی کے درمیان کوئی تنافی اور تصادم نہیں ہے۔

عرفیہ خاصہ: وہ عرفیہ عامہ جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو جیسے بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا لا دائما۔ (یہاں لا دائما سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے لا شیء من الکاتب بمتحرك الا صابع بالفعل) اور جیسے: بالدوام لا شیء من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما (یہاں لا دائما سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے کل کاتب ساکن الا صابع بالفعل)۔ عرفیہ خاصہ کے جزاول میں دوام وصفی کا حکم ہوتا ہے اور جز ثانی میں لا دوام ذاتی کا جیسا کہ عرفیہ خاصہ کی مذکور بالا دونوں مثالوں سے واضح ہوا، پھر جس طرح ضرورت وصفی اور لا دوام ذاتی میں کوئی تنافی نہیں ہوتی یونہی دوام وصفی اور لا دوام ذاتی میں بھی کوئی تنافی نہیں ہے۔

وجودیہ لاضروریہ: وہ مطلقہ عامہ جو لا ضرورت ذاتی سے مقید ہو جیسے کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ (یہاں لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لا شیء من الانسان بمتنفس

بالامکان العام کی طرف اشارہ ہے) اور جیسے: لا شیء من الحیوان بمتنفس بالفعل لا بالضرورۃ۔ (یہاں لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ موجبہ یعنی کل حیوان متنفس بالامکان العام کی طرف اشارہ ہے)

سوال: لاضرورت ذاتی کا کیا معنی ہے؟

جواب: لاضرورت ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موجہہ مرکبہ کے جز اول میں جس نسبت ایجابی یا سلبی کا حکم کیا گیا وہ ذات موضوع کے لیے ضروری نہیں ہے مثلاً کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ کے جز اول میں افرادانسان کے لیے فعلیت کے طور پر تنفس کی نسبت ایجابی کا حکم کیا گیا ہے پھر لا بالضرورۃ کے ذریعہ یہ حکم کیا گیا کہ افراد انسان کے لیے تنفس کی نسبت ایجابی ضروری نہیں، اور جب تنفس کی نسبت ایجابی ضروری نہیں تو افراد انسان کے لیے تنفس کی نسبت سلبی ضرور ممکن رہے گی اسی لیے یہاں لا بالضرورۃ سے قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لاشیء من الانسان بمتنفس بالامکان العام پیدا ہو گا۔

وجودیہ لادائمہ: وہ مطلقہ عامہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے: کل انسان متنفس بالفعل لا دائما اور لاشیء من الحیوان بمتنفس بالفعل لادائما۔

وقتیہ: وہ وقتیہ مطلقہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے: بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بین القمر والشمس لا دائما وبالضرورۃ لا شیء من القمر بمنخسف وقت التربیع لادائما۔

منتشرہ: وہ منتشرہ مطلقہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے: بالضرورۃ کل انسان جائع وقتا ما لادائما وبالضرورۃ لاشیء من الانسان بجائع وقتا ما لادائما۔

ممکنہ خاص: وہ قضیہ موجہہ مرکبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ ذات موضوع کے لیے محمول کی نسبت ایجابی اور نسبت سلبی کوئی بھی ضروری نہیں مثلاً: کل انسان ضاحك بالامكان الخاص، ولاشیء من الانسان بضاحك بالامكان الخاص۔

سوال: مرکبہ کی تعریف سے واضح ہے کہ ہر مرکبہ میں دو بسیطہ کا مفہوم ہو گا تو اس قانون کی رو سے کل انسان ضاحك بالامكان الخاص میں دو قضیہ بسیطہ کا مفہوم پیش کیجئے۔

جواب: کل انسان ضاحك بالامكان الخاص یہ قضیہ ممکنہ خاصہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ افراد انسان کے لیے ضحک کی نسبت سلبی اور نسبت ایجابی کوئی بھی ضروری نہیں، پھر جب نسبت سلبی ضروری نہیں تو نسبت ایجابی ضرور ممکن ہو گی لہذا اس صورت میں قضیہ ممکنہ عامہ موجبہ یعنی کل انسان ضاحك بالامكان العام کا مفہوم پیدا ہو گا اور یونہی جب نسبت ایجابی ضروری نہیں تو نسبت سلبی ضرور ممکن ہو گی لہذا اس بنیاد پر قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لاشیء من الانسان بضاحك بالامكان العام کا مفہوم پیدا ہو گا بس واضح ہو گیا کہ ایک قضیہ ممکنہ خاصہ ہمیشہ ممکنہ عامہ موجبہ اور ممکنہ عامہ سالبہ کے مفہوم کو شامل رہا کرتا ہے۔



سوالات مشقیہ

(۱)۔ مندرجہ ذیل قضایا میں موجہہ کی قسمیں متعین کرو!

ہر بندہ خدائے تعالیٰ کا ضرور محتاج ہے۔ کوئی مومن جب تک کہ صاحبِ ایمان ہے ہر گز کافر نہیں۔ ہر نبی ضرور معصوم ہے۔ کوئی خطیب جب تک کہ وہ تقریر کر رہا ہے ہر گز اس کی زبان بند نہیں۔ کوئی نمازی جب تک کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے ہر گز اس کو خورد و نوش جائز نہیں۔




(۲)۔ قضایائے ذیل میں لا دائما اور لا بالضرورۃ سے صریح قضیہ تیار کرو!

کل انسان ضاحك بالفعل لا دائما، لاشیء من الفرس بمتنفس بالفعل لا بالضرورۃ،

بالدوام لاشیء من المصلی بمحدث ما دام مصلیا لا دائما

(۳)۔ کل حیوان حساس میں مادہ ضرورت اور مادہ دوام دونوں پایا جاتا ہے یا نہیں۔

(۴)۔ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی جَلَّ شَانُہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اس قضیہ قدسیہ میں کون سا مادہ پایا جاتا ہے؟




مسئلہ امکانِ کذبِ الٰہی کا بطلان

واضح ہو کہ تمام علمائے حق کا یہ عقیدہ قطعیہ ہے کہ ان اللہ تعالی صادق بالوجوب جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت صدق کا ثبوت واجب اور ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس سے صفت صدق کا الگ ہونا محال[1] اور ممتنع ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے لیے صدق کا ثبوت ضروری ہے تو اس کے حق میں یہ قضیہ کہ اللہ کاذب بالامکان کسی طرح کسی صورت سے کسی حالت میں درست اور صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قضیہ مذکورہ میں امکان سے مراد اگر امکان عام ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ "اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں" اور اگر امکان سے مراد امکان خاص ہے تو اس وقت قضیہ مذکورہ کا معنی یہ ہو گا کہ "اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا اور صادق ہونا کچھ بھی ضروری نہیں۔"
الحاصل قضیہ مذکورہ بالا کا معنی دونوں صورت میں یہی نکلا کہ "اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں" اور چونکہ یہ معنی باطل اور فاسد ہے اس لیے قضیہ مذکورہ یعنی اللہ کاذب بالامکان بھی باطل وعاطل، فاسد وکاسد ہے۔

جاننا چاہیے کہ دیوبندی حضرات کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب **براھین قاطعہ** صفحہ ۲ پر اللہ ربُّ العزۃ کے حق میں مسئلہ امکان کذب کو تسلیم کیا ہے یعنی بالفاظ دیگر انھوں نے اللہ کاذب بالامکان کو حق و صحیح بتایا ہے لیکن چونکہ امکان کذب الٰہی کا مسئلہ باطل ہے جیسا کہ اس کے بطلان پر ان اللہ تعالی صادق بالوجوب دلیل قاطع وبرہان ساطع ہے اس لیے ہم نے قضیہ ممکنہ عامہ و ممکنہ خاصہ کی منطقی بحث پیش کر

---

(1)۔ محال سے مراد محال بالذات ہے لان الصدق مقتضی ذاتہ تعالیٰ وما ھو مقتضی ذاتہ تعالیٰ یمتنع انفکاکہ عنہ تعالیٰ امتناعا ذاتیا فثبت ان انفکاك الصدق عنہ تعالی محال بالذات۔ ۱۲

دینے کے بعد مناسب سمجھا کہ طلبہ کو امکان کذب الٰہی کے بطلان پر متنبہ کر دیا جائے۔

عزیز بچو! درمیان درس میں بظاہر یہ گفتگو تمہیں اجنبی سی محسوس ہوتی ہو گی لیکن حقیقت کی نگاہ میں یہ گفتگو بے موقع نہیں ہے، کیونکہ جب اس زمانہ میں امکان کذب الٰہی کے قائل پیدا ہو چکے ہیں اور تم نے موجہات میں قضیہ ضروریہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، ممکنہ خاصہ کی بحث ابھی تازہ پڑھی ہے تو ضرورت تھی کہ ان قضایا کی روشنی میں مسئلہ [1] امکان کذب کا فساد ظاہر کر دیا جائے۔

(1)۔ مسئلہ امکانِ کذب کے بطلان کے متعلق جسے نقل و عقل کے کانٹے پر دلائل قاطعہ براھین ساطعہ دیکھنے کا شوق ہو وہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس تصنیف سبحٰن السُّبُّوح کا مطالعہ کرے۔ ۱۲

شرطیات کا بیان

قضیہ شرطیہ کے جز اول کو مقدم اور جز ثانی کو تالی کہتے ہیں مثلاً اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اور ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ میں

اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً		مقدم ہے
فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ		تالی ہے
ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ		مقدم ہے
اَوْ (ھٰذَا الْعَدَدُ) فَرْدٌ		تالی ہے

اور شرطیہ میں استعمال کیے جانے والے حرف شرط وجزا کو اَداۃِ اتصال اور حرف تردید کو اداۃِ انفصال کہتے ہیں مثلاً مذکورہ بالا مثالوں میں اِن اور فاء ادارۃ اتصال اور اِمَّا نیز اَوْ اداۃِ انفصال ہے۔

عزیز بچو! اگر تم شرطیہ کی مثالوں میں غور کروگے تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ ہر قضیہ شرطیہ میں دو نسبت[1] پائی جاتی ہے۔ ایک نسبت مقدم میں اور دوسری نسبت تالی میں جیسا کہ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ میں آفتاب کی طرف طلوع کی نسبت اور نہار کی طرف وجود کی نسبت اور لَیْسَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ میں آفتاب کی طرف طلوع کی نسبت اور لیل کی طرف وجود کی نسبت ـــــ اور ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ میں عدد معین کی طرف زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت۔ اور لَیْسَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ زَیْدٌ سُنِّیًّا اَوْ مُؤْمِنًا میں زید کی طرف سنی کی نسبت اور مومن کی نسبت ہے۔

---

(1)۔ قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے درمیان جو اتصالی یا انفصالی نسبت تامہ خبریہ ہوتی ہے وہ ان دو نسبتوں کے علاوہ ہے اور اسی کا اذعان تصدیق ہے۔ ۱۲

پھر جس شرطیہ میں مقدم کی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر تالی کی نسبت کو ثابت مانا جائے یا تالی کی نسبت کو منتفی مانا جائے تو ایسے شرط کو متصلہ کہتے ہیں مثلاً اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اور لَیْسَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ شرطیہ متصلہ ہے کیونکہ پہلی مثال میں آفتاب کے لیے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کرنے پر نہار کے لیے وجود کی نسبت ثابت مانی گئی ہے۔ اور دوسری مثال میں آفتاب کے لیے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کرنے پر لیل سے وجود کی نسبت منتفی مانی گئی ہے اور جس شرطیہ میں مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت کے درمیان تنافی مانی جائے یاعدم تنافی کا حکم کیا جائے تو ایسے شرطیہ کو منفصلہ کہتے ہی جیسے ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ اور لَیْسَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ زَیْدٌ سُنِّیًّا اَوْ مُؤْمِنًا شرطیہ منفصلہ ہے اس لیے کہ پہلی مثال میں زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت کے درمیان تنافی مانی گئی ہے اور دوسری مثال میں سنی کی نسبت اور مومن کی نسبت کے درمیان عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہے۔ اب ذیل میں شرطیہ کی قسمیں اور ان کی تعریفیں تحریر کی جاتی ہیں:

شرطیہ کی دو قسم ہے: **(۱)متصلہ** **(۲)منفصلہ**

متصلہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال مانا گیا ہو۔

وبعبارۃ أخریٰ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم کی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر تالی کی نسبت کو ثابت یا منتفی مانا گیا ہو۔

منفصلہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصال مانا گیا ہو۔

وبعبارۃ أخریٰ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی

کا حکم کیا گیا ہو۔

پھر ایجاب وسلب کے اعتبار سے متصلہ کی دو قسم ہے اور یونہی منفصلہ کی بھی دو قسم ہے۔

متصلہ موجبہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی مانا گیا ہو جیسے اِنْ لَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ اور جیسے اِنْ لَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ طَالِعَةً لَمْ یَکُنِ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا پہلی مثال میں طلوع کی نسبت سلبی کا ثبوت فرض کرنے پر لیل کے لیے وجود کی نسبت ثبوتی کو ثابت مانا گیا ہے۔ اور یونہی دوسری مثال میں طلوع کی نسبت سلبی کا ثبوت فرض کرنے پر نہار کے لیے وجود کی نسبت سلبی کو ثابت مانا گیا ہے۔

سوال: متصلہ موجبہ کی پہلی مثال میں مقدم کے اندر سلبی نسبت ہے اور دوسری مثال میں مقدم اور تالی دونوں میں سلبی نسبت ہے تو پھر ایسی صورت میں یہ دونوں شرطیہ، متصلہ موجبہ کس طرح قرار پائیں گے؟

جواب: کسی شرطیہ کے موجبہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی یا انفصال ایجابی کا حکم کیا گیا ہو خواہ مقدم اور تالی دونوں میں ثبوتی نسبت ہو یا دونوں میں سلبی نسبت ہو۔ یا مقدم میں ثبوتی نسبت اور تالی میں سلبی نسبت ہو۔ یا مقدم میں سلبی نسبت اور تالی میں ثبوتی نسبت ہو۔ اور اسی طرح شرطیہ کے سالبہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی یا انفصال سلبی کا حکم کیا گیا ہو خود مقدم اور تالی میں جیسی بھی نسبت ہو۔ تو چونکہ مذکور بالا دونوں مثالوں میں مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی کا حکم کیا گیا ہے اس لیے وہ دونوں مثالیں متصلہ موجبہ ہی کی قرار پائیں گی۔

متصلہ سالبہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی مانا گیا ہو جیسے: لَیْسَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً لَمْ یَکُنِ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا اور جیسے ایسا نہیں کہ اگر وضو کرنا فرض ہو تو تیمم جائز رہے۔

منفصلہ موجبہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصال ایجابی مانا گیا ہو۔

وبعبارۃ أخری: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی مانی گئی ہو مثلاً: ھٰذَا الْحَیَوَانُ اِمَّا اِنْسَانٌ اَوْفَرَسٌ اور جیسے یہ انسان یا تو مرد ہے یا عورت۔

منفصلہ سالبہ: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصال سلبی مانا گیا ہو۔

وبعارۃ اخری: وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہے جیسے: لَیْسَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ زَیْدٌ کَاتِبًا اَوْ نَاطِقًا اور جیسے ایسا نہیں کہ ابو جہل یا تو کافر ہے یا مشرک۔

سوال: قضیہ منفصلہ کو شرط کی ایک قسم بتایا گیا ہے حالانکہ اس کی مثالیں شرطیہ کے انداز پر نہیں ہیں چنانچہ "یہ عدد یا تو جفت ہے یا طاق" قضیہ منفصلہ ہے لیکن اس میں شرط و جزا کے حرف نہیں ہیں تو پھر منفصلہ کو شرطیہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے۔

جواب: بیشک قضیہ منفصلہ عام محاورہ میں شرطیہ نہیں ہے لیکن چونکہ ہر منفصلہ کے لیے شرطیہ لازم ہے اس لیے ارباب منطق نے اس کو شرطیہ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ بعض منفصلہ کے لیے چار شرطیہ لازم ہے مثلاً: ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْفَرْدٌ کے لیے چار شرطیہ لازم ہے دیکھو۔

(۱)۔ یہ عدد اگر جفت ہے تو طاق نہیں **(۲)۔** یہ عدد اگر طاق ہے تو جفت نہیں **(۳)۔** یہ عدد اگر جفت نہیں تو طاق ہے **(۴)۔** یہ عدد اگر طاق نہیں تو جفت ہے۔ اور بعض منفصلہ کے لیے

دو شرطیہ لازم ہے مثلاً ''یہ حیوان یا تو انسان ہے یا فرس'' کے لیے دو شرطیہ لازم ہے سنو(۱)۔یہ حیوان اگر انسان ہے تو فرس نہیں (۲)۔یہ حیوان اگر فرس ہے تو انسان نہیں۔

پھر متصلہ کی دو قسم ہے: لزومیہ، اتفاقیہ۔ پھر ایجاب و سلب کے اعتبار سے ہر ایک کی دو قسم ہے: (۱)موجبہ (۲)سالبہ

لزومیہ موجبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی کو لازم مانا گیا ہو۔ یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم سے تالی الگ نہیں رہ سکتی جیسے اگر آفتاب نکلا ہے تو دن موجود ہے، زید اگر بکر کا باپ ہے تو بکر زید کا بیٹا ہے۔ جب رمضان شریف کا مہینہ آئے گا تو روزہ رکھنا فرض رہے گا۔

لزومیہ سالبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی کو لازم مانا گیا ہو یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم سے تالی ضرور علیحدہ ہے۔ مثلاً ایسا نہیں کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو رات موجود ہے، ایسا نہیں کہ مسلم بچہ جب عاقل و بالغ ہو جائے تو نماز اس سے معاف رہے۔

اتفاقیہ موجبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تانی کے درمیان اتصال ایجابی کا حکم ہو مگر لزومی طور پر نہیں جیسے انسان اگر ناطق ہے تو فرس صاہل ہے، جب آپ مجھ پر سختی کریں گے تب میں پڑھوں گا۔ اگر زید مجھے گالی دے گا تو میں اس کو ماروں گا۔

اتفاقیہ سالبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی کا حکم ہو مگر لزومی طور پر نہیں جیسے ایسا نہیں کہ انسان اگر ناطق ہے تو حمار ناہق ہے، ایسا نہیں کہ اگر زید مجھے گالی دے تو میں اس کو قتل کر دوں۔

حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کی شناخت کا جدید طریقہ

واضح ہو کہ ایسا جملہ خبریہ جس کے مبتدا کے لیے بواسطہ حرف تردید دو خبریں مذکور ہوں اسے منطقیوں کے نزدیک منفصلہ کہا جاتا ہے، مثلاً: ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ منطقیوں کی اصطلاح میں شرطیہ منفصلہ ہے اور نحویوں کے محاورہ میں ایسا جملہ خبریہ ہے جس کے مبتدا کے لیے حرف تردید کے واسطہ سے دو خبریں مذکور ہیں۔ جملہ مذکورہ کی ترکیب نحوی یوں کی جائے گی ھٰذَا الْعَدَدُ مبتدا اِمَّا حرف تردید، زَوْجٌ معطوف علیہ اَوْ حرف عطف فَرْدٌ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

پھر اگر کسی جملہ میں ایسی دو خبریں مذکور ہوں جو اپنے مبتدا پر نہ ایک ساتھ صادق آسکیں نہ اپنے مبتدا سے ایک ساتھ بر طرف ہو سکیں تو اس جملہ کو منطق کی زبان میں منفصلہ حقیقیہ کہا جائے گا، ھٰذَا الْفِعْلُ اِمَّا مَعْرُوْفٌ اَوْ مَجْھُوْلٌ منفصلہ حقیقیہ ہے کیونکہ کسی فعل معین پر معروف اور مجہول دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے اور یونہی کسی فعل معین سے دونوں ایک ساتھ بر طرف بھی نہیں ہو سکتے۔

اور اگر کسی جملہ میں ایسی دو خبریں ہوں جو اپنے مبتدا پر ایک ساتھ صادق نہ آسکیں لیکن اپنے مبتدا سے ایک ساتھ بر طرف ہو سکتی ہیں تو ایسے جملہ کو منفصلہ مانعۃ الجمع کہا جائے گا، مثلاً ھٰذَا الْحَیَوَانُ اِمَّا اِنْسَانٌ اَوْ فَرَسٌ منفصلہ مانعۃ الجمع ہے کیونکہ کسی حیوان معین پر انسان اور فرس دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے، لیکن دونوں ایک ساتھ بر طرف ہو سکتے ہیں مثلاً کوئی حیوان معین جب حمار ہو تو اس سے انسان اور فرس دونوں ایک ساتھ بر طرف رہیں گے۔ اور جیسے "یہ سنی یا تو حنفی ہے یا شافعی" بھی منفصلہ مانعۃ الجمع ہے کیونکہ

کسی معین سنی پر حنفی اور شافعی دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے لیکن کسی معین سنی سے حنفی اور شافعی دونوں ایک ساتھ برطرف ہوسکتے ہیں، مثلاً جب کوئی معین سنی مالکی مذہب والا ہو تو اس سے حنفی اور شافعی دونوں کی نسبت برطرف رہے گی۔

اور جب کسی جملہ میں ایسی دو خبریں ہوں جو اپنے مبتدا سے ایک ساتھ برطرف نہ ہوسکیں لیکن اپنے مبتدا پر ایک ساتھ صادق آسکیں تو ایسے جملہ کو منفصلہ مانعۃ الخلو کہیں گے مثلاً ''یہ جسم یا تو حساس ہے یا جوہر'' منفصلہ مانعۃ الخلو ہے کیونکہ کسی جسم معین سے حساس اور جوہر دونوں ایک ساتھ برطرف نہیں ہوسکتے لیکن کسی جسم معین پر دونوں ایک ساتھ صادق آسکتے ہیں مثلاً کوئی جسم معین جب حیوان ہو تو اس پر حساس اور جوہر دونوں ایک ساتھ صادق آئیں گے۔

عزیز بچو! اگر تم ہمارے بتائے ہوئے طریقہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو تو اِنْ شَاءَ اللہ تَعَالٰی تمہیں حقیقیہ موجبہ، مانعۃ الجمع موجبہ، مانعۃ الخلو موجبہ کے پہچان لینے میں بہت آسانی رہے گی۔ اب ہم منطقیوں کے الفاظ میں منفصلہ کے اقسام کی تعریف پیش کرتے ہیں۔

قضیہ منفصلہ کی تین قسم ہے: **(۱) حقیقیہ** **(۲) مانعۃ الجمع** **(۳) مانعۃ الخلو**

اور پھر ان میں ہر ایک کی دو قسم ہے: **(۱) موجبہ** **(۲) سالبہ**

حقیقیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کی دو نسبتوں کے درمیان تنافی فی الصدق والکذب کا حکم کیا گیا ہو۔

وبعبارۃ أخری: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صدقاً اور

کذباً دونوں طرح تنافی مانی گئی ہو جیسے:

۱	هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ	منطقی مثال
۲	هٰذَا الِاسْمُ اِمَّا مُعْرَبٌ اَوْ مَبْنِيٌّ	نحوی مثال
۳	هٰذَا الْفِعْلُ اِمَّا مُثْبَتٌ اَوْ مَنْفِيٌّ	صرفی مثال
۴	هٰذَا الْخَبَرُ اِمَّا صَادِقٌ اَوْ كَاذِبٌ	عرفی مثال

حقیقیہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صدقاً اور کذباً دونوں طرح عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہو۔ یعنی جس منفصلہ سالبہ میں آسکتی ہے وہ مانعۃ الخلو موجبہ ہے جیسے:

۱	یہ جسم یا تو ناطق ہے یا جوہر	منطقی مثال
۲	یہ فاعل یا تو معرب ہے یا مرفوع	نحوی مثال
۳	زید یا تو پانی میں ہے یا نہیں ڈوبے گا	منطقی مثال

توضیح: مثال نمبر تین میں یہ مانا گیا ہے کہ پانی میں ہونے اور نہ ڈوبنے کی نسبت زید سے ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتی کیونکہ ان دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ برطرف ہونے کا معنی یہ ہے کہ زید پانی میں نہیں ہے اور ڈوب رہا ہے۔ لیکن یہ دونوں نسبت ایک ساتھ صادق آ سکتی ہے مثلاً زید جب تیر رہا ہو تو اس صورت میں اس پر پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا ایک ساتھ صادق آئے گا۔

مانعۃ الخلو سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کا حکم صرف کذباً ہو۔ یعنی جس منفصلہ سالبہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی دونوں کی نسبتوں

کے صرف بر طرف ہونے میں تنافی نہیں لیکن صادق آنے میں تنافی ہے وہ مانعۃ الخلو سالبہ ہے جیسے: لَیْسَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ ھٰذَا الشَّیْءُ شَجَرًا اَوْحَجَرًا، ایسا نہیں کہ یہ کاغذ یا تو سفید ہے یا کالا، ایسا نہیں کہ آپ یا تو میری محبت کریں یا مجھ سے نفرت کریں۔

فائدہ: اگر تم مانعۃ الجمع موجبہ کی عربی مثال میں "لیس" اور اردو مثال میں "ایسا نہیں" داخل کر دو تو وہ مانعۃ الخلو سالبہ بن جائے گا۔ مثلاً ھذا الجسم اما انسان او فرس۔ مانعۃ الجمع موجبہ ہے جب اس قضیہ پر لیس داخل کر کے یوں کہو کہ لیس ھذا الجسم اما انسانا او فرسا تو یہ قضیہ مانعۃ الخلو سالبہ بن جائے گا۔ اور یونہی اگر مانعۃ الخلو موجبہ کی عربی مثال میں لیس اور اردو مثال میں "ایسا نہیں" داخل کر دو تو وہ مانعۃ الجمع سالبہ بن جائے گا جیسے ھذا الجسم اما ناطق او جوھر قضیہ مانعۃ الخلو موجبہ ہے اگر اس پر لیس داخل کر کے یوں کہو کہ لیس ھذا الجسم اما ناطقاً او جوھراً تو قضیہ مانعۃ الجمع سالبہ بن جائے گا۔

واضح ہو کہ جس طرح متصلہ کی دو قسم: **لزومیہ** اور **اتفاقیہ** ہے یونہی منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو اس کی بھی دو قسم ہے: **(۲)عنادیہ** **(۲)اتفاقیہ**

عنادیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی کو لازم مانا گیا ہو جیسے: ھذا العدد اما زوج او فرد اس مثال میں مقدم اور تالی کے درمیان تنافی کو لازم مانا گیا ہے۔

عنادیہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کو لازم مانا گیا ہو جیسے: لیس امّا ان یکون ھذا الحیوان ناطقا او انسانا اس مثال میں مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کو لازم مانا گیا ہے۔

الانتباہ: اوراقِ گزشتہ میں حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کے موجبات کی مثالیں عنادیہ حقیقیہ، عنادیہ مانعۃ الجمع، عنادیہ مانعۃ الخلو کے موجبات کی مثالیں ہیں اور یونہی حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کے سوالب کی مثالیں عنادیہ حقیقیہ، عنادیہ مانعۃ الجمع، عنادیہ مانعۃ الخلو کے سوالب کی مثالیں ہیں۔

اتفاقیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان محض اتفاقی تنافی کا حکم ہو یعنی جس منفصلہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی کے درمیان تنافی لازم نہیں ہے وہ اتفاقیہ موجبہ ہے۔

اتفاقیہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کا حکم محض اتفاقی ہو یعنی جس منفصلہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی لازم نہیں ہے وہ اتفاقیہ سالبہ ہے مثلاً فرض کرو کہ تمہارے شہر میں ایک ایسا شخص ہے جو بیک وقت نجار اور حداد یعنی بڑھئی اور لوہار ہے۔ اگر تم اس مفروض انسان کے بارے میں یوں کہو کہ ھذاالانسان اما نجار او لاحداد (یہ انسان یا تو بڑھئی ہے یا لوہار نہیں) تو یہ قضیہ حقیقیہ اتفاقیہ موجبہ ہو گا، کیونکہ اس مفروض انسان پر نجار اور لاحداد ایک ساتھ صادق نہیں آسکتا اور یونہی اس مفروض انسان سے نجار اور لاحداد ایک ساتھ برطرف بھی نہیں ہو سکتا۔

اور اگر اس مفروض انسان کے بارے میں یوں کہو کہ ھذا الانسان اما لانجار او لاحداد (یہ انسان یا تو بڑھئی نہیں یا لوہار نہیں) تو یہ قضیہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ موجبہ ہو گا اس لیے کہ اس مفروض انسان پر لانجار اور لاحداد ایک ساتھ صادق نہیں آسکتا، لیکن اس سے لانجار اور لاحداد ایک ساتھ برطرف ہو سکتا ہے، اور اگر تم اس مفروض انسان کے بارے

میں یوں کہو کہ ھذا الانسان اما حدادا اونجار (یہ انسان یاتولوہار ہے یابڑھئی) تو یہ قضیہ مانعۃ الخلو موجبہ اتفاقیہ ہو گا اس لیے کہ اس مفروض انسان سے حداد اور نجار ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتا لیکن دونوں ایک ساتھ صادق آسکتا ہے کیونکہ اس انسان کو تم حداد اور نجار فرض کرچکے ہو۔ اور اگر تم کسی انسان کے بارے میں یوں کہو کہ لیس ھذا الانسان اما ان یکون حدادا اونجارا، تو یہ قضیہ حقیقیہ سالبہ اتفاقیہ ہو گا اس لیے کہ کسی معین انسان پرحداد اورنجار دونوں ایک ساتھ صادق آسکتا ہے جیسا کہ اوپر اس مفروض انسان کے حق میں دونوں ایک ساتھ صادق آرہا ہے اور یونہی کسی انسان معین سے حداد اور نجار دونوں ایک ساتھ برطرف ہو سکتا ہے، مثلاً ایک انسان ایسا فرض کرلو جو حدادی اور نجاری کا پیشہ نہیں جانتا تو اس سے حداد اور نجار دونوں کا مفہوم ایک ساتھ برطرف رہے گا۔ پھر اگر تم مانعۃ الجمع اتفاقیہ موجبہ کی مذکور بالا مثال پر لیس داخل کردو تو وہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ سالبہ بن جائے گا اور یونہی اگر مانعۃ الخلو اتفاقیہ موجبہ کی دی ہوئی مثال پر لیس بڑھادو تو وہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ سالبہ بن جائے گا۔



مشقی سوالات

(1)۔ مندرجہ ذیل قضایا میں متصلہ اور منفصلہ کی قسمیں متعین کرو!

اگر زید اسلام قبول کرے تو اس پر شراب حرام ہو جائے گی۔ ایسا نہیں کہ بکر اگر روزہ رکھ لے تو دودھ پینا اس کو جائز رہے، یہ منفصلہ یا تو حقیقیہ ہے یا مانعہ الجمع، ایسا نہیں کہ یہ انسان یا تو متقی ہے یا مسلمان، میں یا تو نہیں کھاؤں گا یا جاگوں گا۔

(2)۔ ایک عورت کو دو بچے پیدا ہوئے نہ دونوں جیئے نہ دونوں مرے۔ اس پہیلی کو حل کرو!

تناقض کا بیان

تناقض: دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو اور ہر ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو چاہے۔

نقیض: جن دو قضیوں میں تناقض ہو ان میں ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے لیکن جس قضیہ کا ذکر پہلے ہو گا اس کو اصل وعین اور جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس کو نقیض کہیں گے جیسے: زیدٌ انسان و زید لیس بانسان میں تناقض ہے۔ ان میں پہلے قضیہ کو اصل اور دوسرے کو نقیض کہیں گے۔

قضایائے محصورہ میں تناقض کے لیے دو قضیوں کا کلیت اور جزئیت میں مختلف ہونا بھی ضروری ہے یعنی اگر ایک قضیہ کلیہ ہے تو دوسرا جزئیہ ہو جیسے: کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَبَعْضُ النَّفْسِ لَیْسَتْ بِذَائِقَةِ الْمَوْتِ میں پہلا قضیہ موجبہ کلیہ اور دوسرا سالبہ جزئیہ ہے۔

واضح ہو کہ دو قضیوں کے درمیان تناقض پائے جانے کے لیے آٹھ وحدتیں شرط ہیں:

(۱) وحدتِ موضوع (۲) وحدتِ محمول (۳) وحدتِ زمان (۴) وحدتِ مکان

(۵) وحدتِ شرط (۶) وحدتِ اضافت (۷) وحدتِ قوۃ و فعل (۸) وحدتِ جزء وکل۔

پھر اگر کوئی دو قضیہ ایجاب وسلب میں تو مختلف ہو لیکن آٹھ وحدتیں نہ پائی جائیں تو ان دونوں کے درمیان تناقض نہ ہو گا جیسے۔

۱	کل انسان حیوان		بعض الحجر لیس بحیوان
۲	کل انسان جسم		بعض الانسان لیس بفرس
۳	کل متعلم حاضر فی المدرسة		بعض المتعلم لیس بحاضر فی السوق

۴	کل سیارۃ[1] سائرۃ فی النھار		بعض السیارۃ لیست بسائرۃ فی اللیل
۵	کل انسان ناج بشرط الایمان		بعض الانسان لیس بناج بشرط الکفر
۶	کل مسلم مطیع للّٰہ تعالیٰ		بعض المسلم لیس بمطیع للشیطان
۷	کل انسان کاتب بالقوۃ		بعض الانسان لیس بکاتب بالفعل
۸	کل انسان ابیض سنہ		بعض الانسان لیس بابیض کلہ

دیکھو آٹھوں وحدتیں نہ پائی جانے کے باعث ان قضیوں کے درمیان تناقض نہیں اگرچہ کَم یعنی کلیت و جزئیت اور کیف یعنی ایجاب و سلب میں قضایائے مذکورہ بالا مختلف ہیں۔ قضیہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے۔

قضایا محصورہ کی نقیض کا نقشہ

اصل	صادق یا کاذب	نقیض	صادق یا کاذب
کُلُّ سُنِّیٍّ مُؤْمِنٌ	صادق	بَعْضُ السُّنِّیِّ لَیْسَ بِمُؤْمِنٍ	کاذب
بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَیَوَانٌ	صادق	لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَیَوَانٍ	کاذب
لَاشَیْءَ مِنَ الْفِعْلِ بِمَعْرُوْفٍ	کاذب	بَعْضُ الْفِعْلِ مَعْرُوْفٌ	صادق
بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِحَیَوَانٍ	کاذب	کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ	صادق

(1)۔ موٹر۔۱۲

عکس مستوی کا بیان

عکس: کسی قضیہ کے صدق وکیف کو باقی رکھتے ہوئے اس کے جز اول کو جز ثانی کی جگہ اور جز ثانی کو جز اوّل کی جگہ کر دینا۔

وبعبارة أخری: کسی قضیہ کے دونوں طرفوں کی ترتیب بدل دینا بشرطیکہ اصل قضیہ کا صدق وکیف اپنے حال پر باقی رہے جیسے: کل انسان حیوان کی ترتیب بدل کر اس کو بعض الحیوان انسان بنا دینا عکس ہے۔ ان دونوں مذکورہ قضیوں میں پہلا قضیہ اصل اور دوسرا معکوس ہے لیکن عام طور منطقی حضرات قضیہ معکوسہ کو عکس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

صدق کے باقی رہنے کا معنی یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ صادق ہو تو اس کا عکس ضرور صادق ہو یا اگر اصل قضیہ کو صادق مان لیا گیا ہو تو دوسرے قضیہ کو بھی صادق مان لینا پڑے مثلا اگر کوئی شخص کل انسان حجر کو صادق مانتا ہے تو اسے اس قضیہ کا عکس بعض الحجر إنسان میں ضرور صادق ماننا پڑیگا۔

کیف کے باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ موجبہ ہے تو اس کا عکس بھی ضرور موجبہ ہو یونہی اگر اصل قضیہ سالبہ ہے تو اس کا عکس بھی ضرور سالبہ ہو۔

موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے:

کل انسان حیوان	کا عکس	بعض الحیوان انسان ہے اور
کل مفعول منصوب	کا عکس	بعض المنصوب مفعول ہے۔

موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے:

بعض الانسان عالم	کا عکس	بعض العالم انسان ہے اور

بعض الکاذب لعین کا عکس بعض اللعین کاذب ہے۔

سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے جیسے:

لاشیء من الاسد بکلب کا عکس لاشیء من الکلب باسد ہے۔اور

لاشیء من الفرس بانسان کا عکس لاشیء من الانسان بفرس ہے۔

چونکہ سالبہ جزئیہ کا عکس کہیں تو آتا ہے جیسے:

بعض الابیض لیس بحیوان کا عکس بعض الحیوان لیس بابیض ہے اور کہیں نہیں آتا جیسے: بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس بعض الانسان لیس بحیوان نہیں آسکتا اس لیے منطقی حضرات سالبہ جزئیہ کے لیے عکس نہیں مانتے۔

عکس نقیض کا بیان

عکس نقیض: قضیہ کے صدق و کیف کو باقی رکھتے ہوئے اس کے جزاول کی نقیض کو جز ثانی اور جز ثانی کی نقیض کو جزاول قرار دینا جیسے: کُلُّ مُؤمنٍ مُتدَیِّنٌ کا عکس نقیض کُلُّ لامتدیِّنٍ لامؤمنٌ ہے۔

موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آتا ہے جیسے: کل انسان حیوان کا عکس نقیض کل لاحیوان لاانسان ہے اور کل لاناطق لاانسان کا عکس نقیض کل انسان ناطق ہے۔

سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے: لاشیء من الفرس بانسان کا عکس نقیض بعض اللاانسان لیس بلافرس ہے۔

سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے: بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس نقیض بعض اللاانسان لیس بلاحیوان ہے۔

موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ واضح ہو کہ قضیہ موجہہ اور شرطیہ کے لیے بھی نقائض اور عکوس آتے ہیں جن کا بیان تم اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی منطق کی دوسری کتابوں میں پڑھو گے۔

مشقی سوالات

(1) مندرجہ ذیل قضایا کے نقائض قلمبند کرو!

کل فاعل مرفوع، لا شیء من الکاتب بانسان، بعض الفرس ضاحك، کل نوع کلی، بعض الحمار لیس بناھق۔

(2) مندرجہ ذیل قضایا کے عکوس تحریر کرو!

کل انسان ماش۔ بعض المسلم مصلٍ۔ لاشیء من السیارۃ بطیارۃ[1] کل جسم قابل للابعاد الثلثۃ۔

---

(1)۔ ہوائی جہاز۔ ۱۲

حجت کا بیان

حجت: وہ معلوم تصدیقی ہے جس سے مجہول تصدیقی حاصل ہو۔ پھر حجت کی تین قسمیں ہیں:(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل

قیاس: چند قضیوں کا وہ مجموعہ جس کے تسلیم کرلینے سے کوئی دوسرا قول ماننا پڑے اس دوسرے قول کو نتیجہ کہتے ہیں جیسے: کُلُّ سُنِّیٍّ مُؤْمِنٌ وَ کُلُّ مُؤْمِنٍ نَاجٍ[1] کو تسلیم کرنے سے کل سُنّی ناج تسلیم کرنا پڑے گا اور جیسے: قَرَأَ الْقُرْاٰنَ الْمَجِیْدَ زَیْدٌ میں، ”زید فاعل وکل فاعل مرفوع فزید مرفوع۔“

ان مثالوں میں کُلُّ سُنِّیٍّ مُؤْمِنٌ وَ کُلُّ مُؤْمِنٍ نَاجٍ کا مجموعہ قیاس ہے اور اس کا نتیجہ کل سنی ناج ہے یونہی زید فاعل وکل فاعل مرفوع کا مجموعہ بھی قیاس ہے اور زید مرفوع اس کا نتیجہ ہے۔

پھر قیاس کی دو قسم ہے: (۱) اقترانی (۲) استثنائی

استثنائی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا اس کی نقیض بالترتیب مذکور ہو جیسے: ان کانت الشمس طالعة فالنہار موجود لکن الشمس طالعة یہ قیاس استثنائی ہے جس کا نتیجہ فالنہار موجود ہے اور یہ نتیجہ قیاس مذکور میں بالترتیب موجود ہے اور جیسے: ان کانت الشمس طالعة فالنہار موجود لکن النہار لیس بموجود، یہ بھی قیاس استثنائی ہے جس کا نتیجہ فالشمس لیست بطالعة ہے اور قیاس مذکور میں اس نتیجہ کی نقیض الشمس طالعة موجود ہے۔

اقترانی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا اس کی نقیض بالترتیب مذکور نہ ہو جیسے: زید انسان وکل انسان حیوان یہ قیاس اقترانی ہے جس کا نتیجہ زَیْدٌ حَیَوانٌ ہے اور نقیضِ نتیجہ زَیْدٌ

(1)۔ نجات پانے والا۔ ۱۲

لَیْسَ بِحَیَوانٍ ہے اس قیاس میں ان دونوں میں سے کوئی بھی بالترتیب مذکور نہیں۔

پھر قیاس اقترانی کی دو قسم ہے: (۱)شرطی (۲) حملی۔

شرطی: وہ قیاس ہے جو دو شرطیہ سے یا ایک شرطیہ اور ایک حملیہ سے مرکب ہو، جیسے: کلما کان زید انسانا کان حیوانا وکلما کان حیوانا کان جسما۔ یہ قیاس شرطی ہے جس کا نتیجہ فکلما کان زید انسانا کان جسما ہے اور جیسے: کلما کان زید انسانا کان حیوانا و کل حیوان حساس یہ بھی قیاس شرطی ہے جس کا نتیجہ فکلما کان زید انسانا کان حساسا ہے۔ ان دونوں مثالوں میں پہلا قیاس دو شرطیہ سے مرکب ہے اور دوسرا قیاس ایک شرطیہ اور ایک حملیہ سے مرکب ہے۔

قیاس استثنائی اور شرطی کے تفصیلی مباحث تم اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالٰی منطق کی دوسری کتابوں مرقات، شرح تہذیب وغیرہ میں پڑھو گے۔

حملی: وہ قیاس اقترانی جو دو حملیہ سے مرکب ہو جیسے: العالم متغیروکل متغیرحادث۔ یہ قیاس حملی ہے جس کا نتیجہ العالم حادث ہے۔

واضح ہو کہ قیاس حملی کے نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس کے محمول کو اکبر کہتے ہیں، جن دو قضیوں سے قیاس بنتا ہے ان میں ہر ایک کو مقدمہ کہا جاتا ہے، جس مقدمہ میں اصغر ہو اسے صغریٰ اور جس مقدمہ میں اکبر ہو اسے کبریٰ کہتے ہیں اور قیاس میں جس جز کی تکرار ہو گئی اسے حد اوسط کہتے ہیں مثلا العالم متغیرو کل متغیرحادث ایک قیاس ہے اس میں العالم اصغر، حادث اکبر اور متغیر حد اوسط ہے اس قیاس کا پہلا جز یعنی العالم متغیر مقدمہ صُغری اور دوسرا جز یعنی کل متغیرحادث مقدمہ کُبری ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ہر قیاس صغری، کبری سے مرکب ہوتا ہے اور نتیجہ نہ تو صرف صغری سے حاصل ہو گا نہ تنہا کبری سے بلکہ جب صغری کے ساتھ کبری کا اقتران (ملاپ) کریں گے تب نتیجہ حاصل ہو گا۔ منطق کی زبان میں صغری کبری کے اقتران کو ضرب کہتے ہیں اور ضروب کی سولہ صورتیں ہیں۔

یہ تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں: موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ اور صغری کبریٰ بھی قضیہ ہے لہذا ان دونوں کے محصورہ ہونے کی صورت میں ان کی بھی چار چار قسمیں ہوں گی پھر جب تم صغریٰ موجبہ کلیہ کو لے کر کبریٰ کی چاروں قسموں موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ سے ملاؤ اور یونہی صغری موجبہ جزئیہ کو لے کر کبریٰ کی چاروں مذکورہ قسموں سے ملاؤ اور اسی طرح صغریٰ سالبہ کلیہ کو کبریٰ کی چاروں مذکورہ قسموں سے ملاؤ اور پھر صغریٰ سالبہ جزئیہ کو لے کر کبریٰ کی انہیں چاروں قسموں سے ملاؤ تو کل سولہ ضربیں ہوں گی۔

قضیہ شخصیہ بھی قیاس میں کبھی استعمال کیا جاتا ہے، یہاں اسکا درجہ محصورہ جزئیہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

اب ہم صغریٰ، کبریٰ کے اقتران کا نقشہ پیش کرتے ہیں جو سولہ ضربوں پر مشتمل ہے۔

نقشۂ ضروب

کبریٰ	صغریٰ	نمبر شمار
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	۱
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	۲
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	۳
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	۴
موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	۵
موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	۶
سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	۷
سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	۸
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	۹
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	۱۰
سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	۱۱
سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	۱۲
موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	۱۳
موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	۱۴
سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	۱۵
سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	۱۶

واضح ہو کہ حد اوسط کو اصغر و اکبر کے ساتھ ملانے سے جو ہیئت و صورت پیدا ہوتی ہے اسے شکل کہتے ہیں اور قیاس حملی کی چار شکلیں ہیں:

شکل اوّل: اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حد اوسط اصغر و اکبر کے درمیان ہو

جیسے: کل انسان حیوان و کل حیوان حساس ، فکل انسان حساس

اصغر اوسط اوسط اکبر

شکل دوم: اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حد اوسط، اصغر و اکبر سے مؤخر ہو،

جیسے: کل انسان حیوان ولا شیء من الحجر بحیوان ، فلا شیء من الانسان بحجر

اصغر اوسط اکبر اوسط

شکل سوم: اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حد اوسط، اصغر و اکبر سے مقدم ہو

جیسے: کل حیوان ، حساس و بعض الحیوان انسان ، فبعض الحساس انسان۔

اوسط اصغر اوسط اکبر

شکل چہارم: اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حد اوسط، اصغر سے مقدم اور اکبر سے مؤخر ہو جیسے: کل حیوان حساس و بعض الجسم حیوان، فبعض الحساس جسم

اوسط اصغر اکبر اوسط

اگر تم اشکال اربعہ کو آسانی کے ساتھ ضبط کرنا چاہو تو یوں کہو کہ حد اوسط یا تو صغریٰ میں محمول اور کبری میں موضوع ہو گا تو یہ شکل اول ہے یا دونوں مقدموں میں محمول ہو گا تو یہ شکل دوم ہے۔ یا دونوں مقدموں میں موضوع ہو گا تو یہ شکل سوم ہے یا صغری میں موضوع اور کبری میں محمول ہو گا تو شکل چہارم ہے۔

شرائط إنتاج

ہر شکلوں کے نتیجہ دینے کے لیے کچھ شرطیں مقرر ہیں جن کو ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

شکل اول کی دو شرطیں ہیں: **اول** یہ کہ صغری موجبہ ہو **دوم** یہ کہ کبری کلیہ ہو۔ اوراق ماضیہ میں ہم نے صغری، کبری کے اقتران کی سولہ ضربیں لکھ دی ہیں۔ شکل اول کی ان مذکورہ شرطوں کو ان ضروب کے سامنے پیش کرو اور دیکھو کہ کون کون ضربیں ان شرطوں کو قبول کرتی ہیں یعنی جن ضربوں میں یہ شرطیں پائی جائیں انہیں پر بھروسا ہے اور وہی ضربیں منتِج ہوں گی اور جو ضربیں ان شرطوں کو قبول نہ کریں وہ منتج نہیں بلکہ عقیم اور بانجھ ہیں۔ تم آسانی کے لیے اپنی کاپیوں پر صغری اور کبری کے اقتران کی سولہ ضروب لکھ لو اور جس جس ضرب میں یہ دونوں شرطیں پائی جائیں اس پر کوئی نشان لگاتے جاؤ پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ شکل اول کے لیے کتنی ضربیں منتج اور کتنی عقیم ہیں۔

شکل اول کی چار ضربیں منتج ہیں:

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل فرس حیوان وکل حیوان حساس فکل فرس حساس۔

ضرب ثانی: صغری موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل حمار حیوان ولاشیء من الحیوان بحجر فلاشیء من الحمار بحجر۔

ضرب ثالث: صغری موجبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان انسان وکل انسان ناطق فبعض الحیوان ناطق۔

قانون: قیاس کا اگر کوئی مقدمہ سالبہ ہو تو نتیجہ بھی سالبہ ہی آئے گا اور اگر کوئی مقدمہ جزئیہ ہو تو نتیجہ بھی جزئیہ ہی آئے گا۔

ضرب رابع: صغری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان اسد ولاشیء من الاسد بصاھل فبعض الحیوان لیس بصاھل۔



شکل ثانی کی بھی دو دو شرطیں ہیں **اول** یہ کہ صغریٰ اگر موجبہ ہو تو کبریٰ سالبہ اور صغریٰ اگر سالبہ ہو تو کبریٰ موجبہ۔ شرط **دوم** یہ کہ کبری کلیہ ہو، تم ان شرطوں کو ان سولہ ضروب کے سامنے پیش کر کے خود بھی معلوم کرسکتے ہو کہ شکل ثانی کی ضروب منتجہ کتنی ہیں۔

شکل ثانی کی بھی ضروب ناتجہ کل چار ہیں:

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل کلب حیوان ولاشیء من الحجر بحیوان فلاشیء من الکلب بحجر

ضرب ثانی: صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: لاشیء من الحجر بحیوان وکل انسان حیوان فلاشیء من الحجر بانسان

ضرب ثالث: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان انسان ولاشیء من الفرس بانسان فبعض الحیوان لیس بفرس

ضرب رابع: صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان لیس بحمار وکل ناھق حمار فبعض الحیوان لیس بناھق۔



شکل ثالث کی بھی دو شرطیں ہیں **اول** یہ کہ صغریٰ موجبہ ہو **دوم** یہ کہ صغری کبری میں سے کوئی کلیہ ہو خواہ دونوں کلیہ ہوں یا صرف صغری کلیہ ہو یا صرف کبریٰ کلیہ ہو۔

شکل ثالث کی ضروب ناتجہ چھ ہیں:

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان وکل انسان ضاحك فبعض الحیوان ضاحك۔

ضرب ثانی: صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان ولاشیء من الانسان بفرس فبعض الحیوان لیس بفرس۔

ضرب ثالث: صغری موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان انسان وکل حیوان متنفس فبعض الانسان متنفس۔

ضرب رابع: صغری موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: بعض الحیوان انسان ولاشیء من الحیوان بجماد فبعض الانسان لیس بجماد۔

ضرب خامس: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان وبعض الانسان کاتب فبعض الحیوان کاتب۔

ضرب سادس: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ جزئیہ سے مرکب ہے جیسے: کل حیوان حساس وبعض الحیوان لیس بانسان فبعض الحساس لیس بانسان۔



شکل رابع کی علی سبیل البدلیۃ دو شرطیں ہیں یا تو صغری موجبہ کلیہ اور کبری موجبہ ہو یا صغری وکبری میں کوئی کلیہ ہو اور دونوں ایجاب وسلب میں مختلف ہوں۔

شکل رابع کی ضروب ناتجہ آٹھ ہیں۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان وکل ناطق انسان فبعض الحیوان ناطق۔

ضرب ثانی: صغری موجبہ کلیہ اور کبری موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان وبعض الاسود انسان فبعض الحیوان اسود۔

ضرب ثالث: صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: لاشیء من الانسان بحمار وکل ناطق انسان فلاشیء من الحمار بناطق۔

ضرب رابع : صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان ولاشیء من الفرس بانسان فبعض الحیوان لیس بفرس۔

ضرب خامس: صغری موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے:بعض الانسان اسود ولاشیء من الحجربانسان فبعض الاسود لیس بحجر

ضرب سادس: صغری سالبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے:بعض الحیوان لیس باسود وکل انسان حیوان فبعض الاسود لیس بانسان

ضرب سابع: صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ جزئیہ سے مرکب ہے جیسے: کل انسان حیوان وبعض الاسود لیس بانسان فبعض الحیوان لیس باسود۔

ضرب ثامن: صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے جیسے:لاشیء من الإنسان بحجروبعض الاسود انسان فبعض الحجرلیس باسود۔

واضح ہو کہ شکل رابع کی مذکورہ بالا شرائط اور آٹھ ضربیں متاخرین کے مسلک پر

بیان کی گئی ہیں۔ رہے متقدمین تو ان کے مذہب پر شکل رابع کی مذکورہ بالا آٹھ ضروب میں صرف پہلی پانچ ضربیں منتج ہیں باقی تین ضربیں یعنی ضرب سادس، سابع، ثامن ساقط الاعتبار ہیں، اور ان کے نزدیک شکل رابع کی علی سبیل البدلیۃ تین شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں یا تو (۱) صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ ہو یا (۲) صغری اور کبری ایجاب وسلب میں مختلف ہونے کے ساتھ دونوں کلیہ ہوں یا (۳) صغری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

استقراء اور تمثیل کا بیان

استقراء: وہ حجت ہے جس سے کسی کلی کے اکثر افراد کا حکم اس کلی کے ہر فرد کے لیے ثابت کیا جائے جیسے: الانسان والفرس والبقر والقمری والعصفور وغیر ذلك مما شاهدناه من افراد الحیوان یحرك فکه الاسفل عندالمضغ فثبت به ان کل حیوان یحرك فکه الاسفل عند المضغ۔

یعنی چونکہ اکثر افراد حیوان مثلاً انسان، گھوڑا، گائے، فاختہ، گوریا وغیرہ دیگر بہائم و طیور جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے وہ سب چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہیں اس لیے معلوم ہوا کہ حیوان کا ہر فرد چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتا ہے۔

تمثیل: وہ حجت ہے جس سے کسی جزئی کا حکم دوسری جزئی میں اس بنیاد پر ثابت کیا جائے کہ حکم کی علت دونوں جزئیوں میں مشترک ہے جیسے:الخمر حرام لانه مسکر وعصیر[1] النخل ایضا مسکر فهو حرام اور جیسے الهرة[2] لیست بنجسة لانها من الطوافین والفارۃ ایضا من الطوافین فهی لیست بنجسة اور جیسے البیت[3] حادث لانه مؤلف والعالم[4] ایضا مؤلف فهو حادث۔



---

(1)۔یقال له فی الاردویة تاڑی۔ ۱۲

(2)۔قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وعلی اٰله وسلم الهرة لیست بنجسة فانها من الطوافین علیکم۔ (اصول الشاشی، بحث قیاس ص:8)

(3)۔گھر۔ ۱۲

(4)۔جہان۔ ۱۲

مشقی سوالات

(1)۔ مندرجہ ذیل اقیسہ صحیح ہیں یا نہیں؟ بر تقدیر ثانی عدم صحت کی وجہ بتاؤ!

(۱)کل حیوان جسم و بعض الجسم حجر

(۲)بعض الحیوان لیس بناطق وکل ناطق انسان

(۳)کل انسان حیوان وکل فرس حیوان

(۴)کل انسان حیوان وبعض الجسم لیس بحیوان

(۵)بعض الحیوان لیس بانسان وبعض الحیوان لیس بناطق

(۶)بعض الحیوان ضاحك وبعض الحیوان لیس بانسان۔

(2)۔ مندرجہ ذیل نتیجے شکل اول کے طور پر ثابت کرو!

(۱)لاشیء من المرتد بمغفور۔ (۲)بعض الانسان لیس بناج۔

(۳)بعض الحیوان لیس بناطق۔ (۴)ولاشیء من الفاعل بفعل۔

(۵)کل انسان جوھر۔ (۶)سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اٰلہ وسلم مطلع علی الغیب۔ (۷)زید لاتجب علیہ الزکاۃ۔ (۸)بکر تجب علیہ الصلاۃ۔

صناعات خمس کا بیان

قیاس چونکہ ایک مرکب چیز ہے لہذا اس کے لیے مادہ اور صورت کا ہونا ضروری ہے، قیاس کی صورت و شکل کا تفصیلی بیان اوراق گزشتہ میں ہو چکا ہے قیاس جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے وہ قیاس کے مادے کہلاتے ہیں جیسے کل انسان حیوان و کل حیوان جوھر فکل انسان جوھر، اس مثال میں کل انسان حیوان و کل حیوان جوھر، یہ دونوں قضیے قیاس کے مادے ہیں، مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱)برہان (۲)جدل (۳)خطابت (۴)شعر (۵)سفسطہ

ان پانچ قسموں کو صناعاتِ خمس اور موادِ اَقیِسَہ بھی کہتے ہیں۔

بعض حضرات قیاس کی ان قسموں میں یائے نسبتی لگا کر یوں کہتے ہیں: برہانی، جدلی، خطابی، شعری، سفسطی۔ ذیل میں سب کی تعریف تحریر کی جاتی ہے۔

برہان: اس قیاس کو کہتے ہیں جو صرف مقدماتِ یقینیہ سے مرکب ہو خواہ سب مقدمات بدیہی ہوں یا سب نظری یا بعض بدیہی اور بعض نظری یونہی سب عقلی ہوں یا سب نقلی یا بعض عقلی اور بعض نقلی جیسے:

(۱) الاربعة منقسمة بمتساويين وكل منقسم بمتساويين فهو زوج فالاربعة زوج۔ اس مثال میں دونوں مقدمے عقلی بدیہی ہیں۔

(۲) العالم متغير و كل متغير حادث فالعالم حادث۔ اس مثال میں دونوں مقدمے عقلی نظری ہیں۔

(۳) العالم حادث ولا شىء من الحادث بقديم فالعالم ليس بقديم اس مثال میں مقدمہ اولیٰ یعنی صغری عقلی نظری ہے اور مقدمہ ثانیہ یعنی کبریٰ عقلی بدیہی ہے۔

(۴) جھوٹ بولنا عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر محال بالذات ہے لہذا جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر محال بالذات ہے۔ اس مثال میں مقدمہ اولیٰ یعنی صغریٰ عقلی بدیہی ہے اور مقدمہ ثانیہ یعنی کبریٰ عقلی نظری ہے۔

(۵) سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللہِ وَ کُلُّ رَسُوْلٍ مِّنَ اللہِ مُظْهَرٌ[1] عَلَی الْغَیْبِ فَسَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُظْهَرٌ عَلَی الْغَیْبِ۔ اس قیاس برہانی کے دونوں مقدمے نقلی[2] ہیں۔

(۶) رَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُظْهَرٌ عَلَی الْغَیْبِ وَکُلُّ مُظْهَرٍ عَلَی الْغَیْبِ مُطْلَعٌ عَلَی الْغَیْبِ فَرَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُطْلَعٌ عَلَی الْغَیْبِ۔اس قیاس برہانی کا صغریٰ نقلی اور کبریٰ عقلی ہے۔

پھر برہان کی دو قسم ہے: **لمی** اور **انی**

لمی: وہ ہر برہان ہے جس میں حد اوسط جس طرح ذہن میں نتیجہ کی نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کے لیے علت ہے یونہی وہ واقع میں بھی علت ہے جیسے: العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث دیکھو اس قیاس میں حد اوسط یعنی متغیر جس طرح ذہن میں عالم کی طرف حدوث کی نسبت ایجابیہ کی علت ہے یونہی وہ نفس الامر میں بھی علت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے اور تمہارے ذہن میں حدوثِ عالم کا جو اعتقاد متحقق ہوا اس کی علت متغیر ہے یونہی واقع میں عالم کے لیے جو حدوث ثابت ہے اس کی بھی علت متغیر ہے۔

---

(1)۔ مظہر علی الغیب وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے غیب جاننے پر قابو دیا۔ ۱۲

(2)۔ قیاس مذکورہ کے صغریٰ کا نقلی ہونا اجلیٰ بدیہات سے ہے اور رہا کبریٰ تو وہ قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (پ۲۹، الجن:۲۶-۲۷) سے ثابت ہے آیت کریمہ میں کلمہ مَن بالفتح ایجاب کلی کا سور ہے اور مِن بالکسر بیانیہ ہے۔ ۱۲

اور جیسے: کل انسان ناطق ولاشیء من الناطق بفرس فلاشیء من الانسان بفرس۔ تو اس قیاس میں حد اوسط یعنی ناطق جس طرح ذہن میں فرس کی نسبت سلبیہ کی علت ہے یوہی وہ واقع میں بھی علت ہے۔

اِنّی: وہ برہان ہے جس میں حد اوسط نتیجہ کی نسبت ایجابی یا سلبی کے لیے صرف ذہن میں علت ہے جیسے: الاسد سباع و کل سباع حرام فالاسد حرام۔

دیکھو اس قیاس میں حد اوسط یعنی سباع صرف ذہن میں حرمت اسد کی علت ہے کیونکہ واقع میں حرمت اسد کی علت سباع نہیں بلکہ حکم شرع ہے۔ اور جیسے: زید سریع النبض و کل سریع النبض محموم فزید محموم (زید کی نبض تیز چل رہی ہے اور جس کی نبض تیز چلے اس کو بخار ہے لہذا زید کو بخار ہے) دیکھو اس قیاس میں حد اوسط یعنی سرعتِ نبض صرف ذہن میں محمومیت زید کی علت ہے واقع میں نہیں۔

جدل: وہ قیاس ہے جو مقدمات مشہورہ یا مسلمہ سے مرکب ہو جیسے: ڈاکو خون ریز مجرم ہے اور ہر خون ریز مجرم کی سزا قتل ہے لہذا ڈاکو کی سزا قتل ہے۔ اور جیسے: ضرب زید میں زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہے، لہذا زید مرفوع ہے۔ یہ دونوں قیاس مقدمات مشہورہ سے مرکب ہیں۔ اور جیسے مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، ابو جہل، ابو لہب انسان ہیں اور تمام انسان آپس میں بھائی ہیں۔ لہذا مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی اشر فعلی تھانوی، ابو جہل، ابو لہب آپس میں بھائی ہیں۔ اس قیاس کا مقدمہ ثانیہ یعنی کبری مسلم بین الوہابیہ ہے چنانچہ وہابیوں کی مستند کتاب تقویت الایمان صفحہ ۷۸ میں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں" اور جیسے

"وہابیوں کے اعتقاد میں مولوی اشر فعلی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی ولی ہیں اور وہابیوں کے نزدیک تمام اولیاء، اللہ تعالیٰ کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں لہٰذا مولوی اشر فعلی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔" اس قیاس کا صغری اور کبری دونوں مسلم بین الوہابیہ ہے۔ صغری کا مسلم ہونا تو تذکرۃ الرشید، حکیم الامت وغیرہ کتابوں سے ثابت ہے۔ اور رہا کبری کا مسلم ہونا تو وہ تقویت الایمان ص ۲۷ کی اس عبارت "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں" سے ثابت ہے۔

خطابت: وہ قیاس ہے جو مقدمات ظنیہ سے مرکب ہو جیسے زید رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کر گھومتا ہے اور جو شخص رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کر گھومے وہ چور ہے لہذا زید چور ہے۔

ھدایت

جن حضرات کے زہد وریاض اور عقل وشعور کے متعلق لوگوں کو حسنِ ظن رہتا ہے مثلاً اولیائے کرام وحکمائے اعلام ان کے اقوال کو قضایائے مقبولہ کہتے ہیں پھر چونکہ قضیہ مقبولہ، قضیہ ظنیہ ہی کی ایک قسم ہے اس لیے قضایائے مقبولہ سے جو قیاس مرکب ہو گا اسے بھی قیاس خطابی کہیں گے، رہے حضرات انبیائے عظام صلی اللہ تعالیٰ علی سیدھم وعلیھم وسلم، تو ان کے ارشاداتِ مقدسہ سے جو قیاس مرکب ہو گا وہ قیاس برہانی ہو گا کیونکہ ان کے اخبار صادقہ کی حقانیت وواقعیت پر معجزاتِ باہرہ وبیناتِ قاہرہ کی ربانی مہر ثبت ہے۔ ہاں ان مقدس حضرات کی طرف منسوب وہ ارشادات جو ہم تک صرف خبر واحد کے ذریعہ پہنچے ہیں ان سے جو قیاس مرکب ہو گا وہ برہانی نہ ہو گا۔

شعر: وہ قیاس ہے جو قضایائے مخیّلہ سے مرکب ہو جیسے مندرجہ ذیل قول جس میں شاعر نے اپنے محبوب کے جسم نازک کی تصویر کھینچی ہے:

نازک بدن چنانکہ چوں آں رود بر آب   چوں پائے بر حباب نہد آبلہ فتد

یعنی میرا محبوب پانی پر چلتے ہوئے جب حباب (بلبلے) پر گزرتا ہے تو اس کے پاؤں میں چھالے اور آبلے پڑ جاتے ہیں اور ہر وہ شخص جس کا حال ایسا ہو وہ انتہائی نازک بدن ہے لہذا میرا محبوب انتہائی نازک بدن ہے اور جیسے:

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے   رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

شاعر نے اس قول میں اپنے ممدوح کی بے مثل بہادری کا نقشہ پیش کیا ہے۔ قیاس کی صورت یوں ہے۔ میرا ممدوح میدان جنگ میں جب اترتا ہے تو اس کے زورِ بازو اور شیرانہ حملوں کو دیکھ کر زمین توزمین آسمان کانپنے لگتا ہے اور ہر وہ شخص جس کا یہ حال ہو وہ شجاعت وبسالت میں بے مثل ہے۔ لہذا امیر ممدرح شجاعت وبہادری میں بے مثل ہے۔

مناطقہ کے نزدیک شعر کے لیے وزن اور قافیہ کا ہوناضروری نہیں لیکن اگر ہو تو بہتر ہے لہذا قضایائے مخیلہ مشورہ سے اگر کوئی قیاس مرکب ہو تو اسے بھی قیاس شعری کہیں گے۔

مخیلہ: وہ قضیہ ہے جس کے ذہن میں آنے سے نفس کے لیے انبساط یا انقباض پیدا ہو یعنی جس قضیہ کو سن کر کسی چیز سے رغبت، دلچسپی یا نفرت، کڑھ ہونے لگے وہ مخیلہ ہے۔

سفسطہ: وہ قیاس ہے جو مقدمات وہمیہ کاذبہ یا قضایائے کاذبہ مشابہ بصادقہ سے مرکب ہو جیسے میرے کانوں میں کلی وجزئی کی آواز کا مفہوم موجود ہے اور ہر موجود قابل اشارۂ حسیہ

ہے لہذا میرے کانوں میں کلی وجزئی کی آواز کا مفہوم قابل اشارہ حسیہ ہے۔ اس مثال میں صغری اور کبری دونوں ہی کاذب ہیں۔ اور جیسے کسی انسان کی تمثال (مجسمہ) کو کہا جائے ھذا انسان وکل انسان ذوحیاۃ فھذا ذوحیاۃ۔ اس مثال میں صغری کاذب مشابہ بصادق ہے۔

واضح ہو کہ قیاس سفسطی کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے دونوں مقدمے، وہمیہ کاذبہ یا مشبہہ ہوں بلکہ اس کے کسی ایک مقدمہ کا وہمیاتِ کاذبہ یا مشبہات سے ہونا کافی ہے۔ اور قیاس برہانی کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کے دونوں مقدمے یقینی ہوں تو اگر قیاس برہانی کا کوئی ایک مقدمہ ظنی ہو تو وہ قیاس برہانی نہ ہو گا۔ اور رہے درمیان کے اقیسہ یعنی جدلی، خطابی، شعری تو ان سب کے لیے یہ شرط ہے کہ ان کی تعریف میں جن مقدمات کا ذکر ہوا ہے ان سے ادون مقدمہ ان قیاسات میں نہ ہو مثلا مقدمہ مشہورہ اور مسلمہ سے ادون مقدمہ ظنیہ ہے تو قیاس جدلی کا کوئی مقدمہ ظنیات سے نہ ہونا چاہے ہاں اگر یقینیات سے ہو تو درست ہے۔ اور مقدمہ ظنیہ سے ادون مقدمہ مخیلہ ہے تو قیاس خطابی کا کوئی مقدمہ مخیلات سے نہ ہونا چاہئے لیکن اگر اس کا کوئی مقدمہ، مشہورات یا یقینیات سے ہو تو کوئی حرج نہیں، اور مقدمہ مخیلہ سے ادون مقدمہ وہمیہ کاذبہ اور مقدمہ مشبہہ ہے لہذا قیاس شعری کے کسی مقدمہ کا وہمیات کاذبہ یا مشبہات سے ہونا جائز نہیں ہے۔

مغالطہ کا بیان

مغالطہ: وہ قیاس ہے جس کے مادہ یا صورت یا دونوں میں فسادا در خرابی ہو جیسے: ہوا غیر مبصر ہے اور کوئی غیر مبصر جسم نہیں لہذا ہوا جسم نہیں۔ یہ قیاس فاسد المادہ ہے کیونکہ مقدمہ ثانی یعنی کبری کاذب ہے۔

اور جیسے: حیوان جسم ہے اور بعض جسم پتھر ہیں لہذا حیوان پتھر ہے۔ یہ قیاس باعتبار صورت فاسد ہے کیونکہ مقدمہ ثانیہ یعنی کبری جزئیہ ہے۔ اور جیسے:الانسان حیوان وبعض الحیوان جنس فبعض الانسان جنس، یہ قیاس مادہ اور صورت دونوں کے اعتبار سے فاسد ہے اس لیے کہ مقدمہ ثانیہ یعنی کبری کاذب اور جزئیہ ہے۔

الانتباہ

قیاس مغالطہ، قیاس سفسطی سے عام ہے کیونکہ جس قیاس کی صورت میں فساد ہو وہ قیاس مغالطہ[1] تو ہے لیکن قیاس سفسطی نہیں ہے۔

ذیل میں سوال وجواب کے طرز پر چند قیاس مغالطات پیش کر کے ان کے اسباب غلط کی توضیح تحریر کی جاتی ہے۔

سوال: الفرات[2] عین وکل عین یستضیئ بھا العالم فالفرات یستضیئ بھا العالم اس قیاسِ مغالطہ میں سببِ غلط کیا ہے؟

جواب: قیاس کی صحت کے لیے حدِ اوسط کی تکرار شرط ہے اور وہ اس قیاس میں مفقود ہے

---

(1)۔ فاسد الصورۃ مغالطہ در حقیقت قیاس نہیں لیکن صحیح الصورۃ قیاس سے ہمشکل ہونے کے باعث اس کو قیاس کہا جاتا ہے۔۱۲

(2)۔ فرات عرب میں ایک مشہور دریا کا نام ہے۔۱۲

کیونکہ عین صغریٰ میں بمعنی چشمہ اور کبریٰ میں بمعنی آفتاب ہے۔

سوال: زید شیر ہے اور ہر شیر درندہ جانور ہے لہذا زید درندہ جانور ہے۔ اس قیاس میں وجہ غلط کیا ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط کی تکرار مفقود ہے کیونکہ شیر صغریٰ میں بمعنی مجاز ہے اور کبری میں بمعنی حقیقت ہے۔

سوال: الانسان ناطق ولاشیء من الناطق من حیث ھو ناطق بحیوان فلاشیء من الانسان بحیوان اس قیاس میں منشأ غلط کیا ہے۔

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط مکرر نہیں ہے اس لیے کہ ناطق صغریٰ میں مطلق اور کبریٰ میں مقید ہے۔

سوال: الانسان ناطق من حیث ھو ناطق ولا شیء من الناطق من حیث ھو ناطق بحیوان فلا شیء من الانسان بحیوان اس قیاس میں سبب غلط کیا ہے؟

جواب: اس قیاس کے مادے میں فساد ہے کیونکہ صغریٰ یعنی الانسان ناطق من حیث ھو ناطق قضیہ کاذبہ ہے۔

سوال: قیاس مذکور بالا کے صغریٰ کا بطلان بوضاحت بیان کیجئے۔

جواب: ناطق انسان کا ذاتی ہے اور ذات کے لیے ذاتیات کا ثبوت کسی علت سے وابستہ نہیں ہوتا اور یہاں الانسان ناطق کی لیے من حیث ھو ناطق کو علت قرار دیا گیا ہے اس لیے یہ صغری باطل اور کاذب ہے۔

سوال: الانسا ن ناطق ولا شیء من الناطق بحیوان فلا شیء من الانسان بحیوان یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: اس لیے کہ اس قیاس کا کبری کاذب ہے کیونکہ ناطق، انسان کی فصل اور حیوان، اس کی جنس ہے اور کسی ماہیت کی جنس کو اس کی فصل سے مسلوب کرنا باطل ہے اور یہاں قیاس مذکور کے کبری میں ناطق سے حیوان کو مسلوب کیا گیا ہے۔

سوال: زید بشر وکل بشر انسان فزید انسان یہ قیاس صحیح ہے یا غلط؟

جواب: یہ قیاس غلط ہے کیونکہ صغری اور نتیجہ دونوں بعینہ ایک ہیں۔

سوال: الجالس فی السفینة متحرك وكل متحرك لا يثبت فی موضع واحد فالجالس فی السفینة لا يثبت فی موضع واحد اس قیاس کے غلط ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: قیاس مذکور میں حدا وسط مکرر نہیں اس لیے کہ صغری میں متحرک سے مراد متحرک بالعرض اور کبری میں متحرک بالذات مراد ہے۔

سوال: الانسان له شعر وکل شعر ینبت فالانسان ینبت یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط کی تکرار مفقود ہے کیونکہ صغری میں له شعر حد اوسط ہے اور کبریٰ میں صرف شعر کو حد اوسط قرار دیا گیا حالانکہ شعر حد اوسط نہیں بلکہ وہ حد اوسط کا جز ہے۔

سوال: الساکت متکلم ولاشیء من المتکلم بساکت فالساکت لیس بساکت اس قیاس کے غلط ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط مکرر نہیں کیونکہ صغری میں متکلم بالقوۃ اور کبری میں متکلم بالفعل مراد ہے۔

سوال: کل انسان حیوان والحیوان جنس فکل انسان جنس یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: شکل اول کے انتاج کی دوسری شرط کلیت کبریٰ ہے اور وہ یہاں مفقود ہے اس لیے یہ قیاس غلط ہے۔

سوال: کل انسان حیوان وکل حیوان جنس فکل انسان جنس یہ قیاس تو صحیح ہونا چاہئے کیونکہ کبری کلیہ ہے۔

جواب: یہ قیاس بھی باطل ہے کیونکہ اس کے کبری میں جنسیت کا حکم افراد حیوان پر کیا گیا ہے اور یہ باطل ہے۔

سوال: انسان مرغی کھاتا ہے اور مرغی غلیظ کھاتی ہے لہذا انسان غلیظ کھاتا ہے۔ اس قیاس کے عدم صحت کی وجہ بیان کیجئے۔

جواب: اس قیاس میں حد اوسط کی تکرار نہیں اسلیے غلط ہے۔ ذیل میں تمہاری آسانی کے لیے ہم قیاس مذکور بالا کو منطقی سانچہ میں پیش کر کے اس کا غلط ہونا واضح کرتے ہیں۔

انسان کی خوراک "مرغی" ہے اور "مرغی کی خوراک" غلیظ ہے لہذا انسان کی خوراک غلیظ ہے۔ دیکھو صغری میں حد اوسط مرغی۔ اور کبری میں "مرغی کی خوراک" ہے جس سے ثابت ہوا کہ قیاس مذکور بالا میں حد اوسط مکرر نہیں لہذا یہ قیاس باطل ہے۔

الانتباہ

عزیز بچو! تمہیں اکثر مغالطات ایسے ہی پیش آئیں گے جن میں حد اوسط کی تکرار مفقود ہو گی لہذا امتحان کے وقت قیاس مغالطہ میں سب سے پہلے اس بات کی جانچ پڑتال کرو کہ حد اوسط مکرر ہے یا نہیں، اگر حد اوسط مکرر ہو تو دیگر سبب غلط تلاش کرو!

سوال: اگر کوئی شخص امکان کذب الٰہی کے ثبوت میں دلیل پیش کرتے ہوئے یوں کہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ہر

شے پر قادر ہے اور جھوٹ بولنا ایک شے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور جب وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو جھوٹ بولنا اس کے لیے ممکن ہوا جس سے ثابت ہوا کہ مسئلہ امکان کذب الٰہی حق ہے۔ تو اس مغالطہ کا کیا جواب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے جیسا کہ برہان قطعی سے ثابت ہو چکا ہے اور کوئی محال زیر قدرت نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیر قدرت نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیر قدرت نہیں تو اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اور جب ممکن نہیں تو ثابت ہو گیا کہ مسئلہ امکانِ کذبِ الٰہی باطل محض ہے۔

شرح عقائد جلالی[1] میں ہے: الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے لہذا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اور نہ وہ زیر قدرت ہے۔

واضح ہو کہ مفہوم کی تین قسم ہے: (۱) واجب (۲) ممکن (۳) محال۔

واجب: وہ ہے جس کا وجود ضروری ہو جیسے ذاتِ باری تعالیٰ۔

ممکن: وہ ہے جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم جیسے تمام مخلوقات۔

محال: وہ ہے جس کا عدم ضروری ہو یعنی جو وجود کو قبول نہ کر سکے جیسے شریک باری تعالیٰ۔

شرح مقاصد[۲] میں ہے: لاشیء من الواجب والممتنع بمقدور یعنی کوئی واجب اور کوئی محال زیرِ قدرت نہیں کیونکہ اگر واجب زیر قدرت ہو گا تو واجب نہ رہ جائے گا اور رہا محال کا زیر قدرت نہ ہونا تو اس کے لیے محال اس کو کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب کوئی محال زیر قدرت ہو گا تو وہ موجود ہو سکتا ہے۔

---

(1)۔ سبحٰن السبوح ص:۱۳۰۔ (2)۔ سبحٰن السبوح ص:۷۔

تو پھر محال نہ رہا اس کو یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو اگر کوئی دوسرا خدا زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو دوسرا خدا محال نہ رہا اور دوسرا خدا محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر نہ ہو گا تو اس کی قدرت ناقص ہو جائے گی، سراسر باطل ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلقِ قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ شرح مواقف[1] میں ہے: علمه تعالیٰ یعم المفهومات کلها الممکنة والواجبة والممتنعة فهو اعم من القدرة لانها تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات یعنی علم الٰہی، ممکن، واجب، محال سب کو شامل ہے تو وہ قدرتِ الٰہیہ سے عام ہے کیونکہ قدرتِ الٰہیہ صرف ممکنات سے متعلق ہے واجبات اور محالات سے نہیں اور جب ثابت ہو گیا کہ زیر قدرت صرف ممکنات ہیں تو آیتِ کریمہ: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۲۰ میں كُلِّ شَیْءٍ سے مراد کل ممکن ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ ہر ممکن زیر قدرتِ الٰہی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اس لیے وہ اس كُلِّ شَیْءٍ میں داخل نہیں۔ اور رہا آیتِ مقدسہ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۳، کا ارشاد تو اس میں كُلِّ شَیْءٍ سے کل مفہوم مراد ہے، لہذا اس كُلِّ شَیْءٍ میں واجب، ممکن، محال، قدیم، حادث، کلی جزئی، موجود، معدوم، مفروض، موہوم سب داخل ہیں۔

---

(1)۔ سبحٰن السبوح ص:۷۔۔۔۱۲

خاتمہ

بدیہی نظری

پیارے بچو! تم تصور اور تصدیق کا بیان پڑھ چکے ہو اب ہم ذیل میں ان دونوں کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔

تصور کی دو قسمیں ہیں: (۱) تصور بدیہی (۲) تصور نظری۔

یوں ہی تصدیق کی بھی دو قسم ہے: (۱) تصدیق بدیہی (۲) تصدیق نظری

تصور بدیہی: وہ تصور ہے جو غور و فکر کے بغیر حاصل ہو، جیسے خوشبو، بدبو، گرمی، سردی، پھیکے، میٹھے، کڑوے کا تصور، تصور بدیہی ہے۔

تصور نظری: وہ تصور ہے جس کے حاصل کرنے میں غور و فکر کرنا پڑے جیسے انسان، حیوان، فرس کی حقیقتوں کا تصور، تصور نظری ہے۔

تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جو فکر و کسب کے بغیر حاصل ہو، جیسے شکر میٹھی ہے، برف سرد ہے، چار کا دونا آٹھ ہے، تین جفت نہیں ان قضیوں کا اذعان تصدیق بدیہی ہے۔

تصدیق نظری: وہ تصدیق ہے جس کا حصول غور و فکر سے ہو جیسے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان سے افضل ہیں، عالم قدیم نہیں، ان قضیوں کا اذعان، تصدیق نظر ہے۔

موضوع

فن میں جس چیز کے عوارض[1] یعنی حالات بیان کیے جاتے ہیں اسے فن کا موضوع کہتے ہیں، مثلاً علم جغرافیہ کا موضوع زمین، فن حساب کا موضوع عدد، فن طب کا موضوع بدن انسان اور علم نحو کا موضوع کلمہ و کلام ہے، رہی یہ بات کہ منطق کا موضوع کیا ہے؟ تو چونکہ فن منطق میں معرف اور حجت کے احوال بیان کیے جاتے ہیں اس لیے منطق کا موضوع معرف اور حجت ہے۔

منطق کی تعریف وغایت

منطق: وہ فن ہے جس کے اصول و قوانین کی پابندی ذہن کو نظر و فکر کی غلطی سے بچاتی ہے۔

منطق کی غرض وغایت: ذہن کو نظر و فکر کی غلطی سے بچانا۔

نظروفکر

نظر: چند امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا جس سے امر مجہول حاصل ہو جائے، نظر کا دوسرا نام فکر ہے مثلاً زید کو جوہر اور قابلِ ابعاد ثلاثہ کا الگ الگ تصور حاصل ہے لیکن اسے جسم کی حقیقت معلوم نہیں وہ پوچھتا ہے کہ الجسم ماھو؟ یعنی جسم کی حقیقت کیا ہے؟ ہم جسم کی جنس و فصل کو ترتیب دے کر اس کو یوں جواب دیں گے، الجسم جوھر قابل للابعاد الثلثۃ اب اسے جسم کا تصور جو اس کے لیے امر مجہول تھا حاصل ہو جائے گا اور جیسے سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمیع مخلوقات سے افضل ہیں۔ اس قضیہ کی تصدیق حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے ہمیں اس طرح صغریٰ اور کبریٰ ترتیب دینا ہو گا۔

(1)۔ عوارض سے مراد عوارض ذاتیہ ہیں۔ ۱۲

۱۔ سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام مخلوق کے رسول ہیں۔

۲۔ اور جو تمام مخلوق کا رسول ہو وہ ساری مخلوق سے افضل ہے۔

بس مذکور بالا سے معلوماتِ تصدیقی کے اس مرتب مجموعہ سے کھلے طور پر ثابت ہو گیا کہ سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

سوال: مذکور بالا صغریٰ کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: مسلم شریف جلد اول ص ۱۹۹ میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی میں تمام مخلوق کا رسول قرار دیا گیا ہوں۔ اسی حدیث مقدس سے صغریٰ ماخوذ و ثابت ہے۔

سوال: کبریٰ کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: مُرسَل بمعنی اصطلاحی کا مرسل الیہ سے افضل ہونا بدیہی ہے۔

سوال: سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے یا محال؟

جواب: سرکارِ رسالت تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات ہے۔

سوال: اس دعویٰ پر صغریٰ، کبریٰ پیش کرنے کی ضرورت ہے؟

جواب: (ا)۔ سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

(ا)۔ اور جو آخر الانبیاء ہو اس کی نظیر محال بالذات ہے۔

ثابت ہو گیا کہ سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات ہے۔ اس قیاس کا صغریٰ نقلی اور کبریٰ عقلی ہے۔

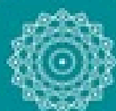
سوال: کبریٰ کی صحت واضح کریں۔

جواب: آخر الانبیاء ایسا وصف عنوانی ہے جس کا صرف ایک ہی مصداق متحقق ہو سکتا ہے اس کا دوسرا مصداق عقلاً محال ہے اور جب آخر الانبیاء کا دوسرا مصداق ممکن نہیں تو اس کی نظیر ضرور محال ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قد تم ھھنا بنعمۃ اللہ رب العلمین ثم بعون رسولہ سیدنا محمد رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم من مباحث المنطق مالابد منھا للمبتدئین من الطلبۃ۔ اللھم یاربنا یاربنا یاربنا یاربنا یاربنا یاربنا ارزقنا حسن الخاتمۃ وأمتنا علی عقائد اھل السنۃ وایمانھم، وارزقنا زیارۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم ابدا فی الدنیا والآخرۃ وعند الموت وفی القبر وارزقنا شفاعتہ علیہ الصلاۃ والسلام یوم القیامۃ وارزقنا اتباع سنن حبیبک سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیھم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم، اللھم صل وسلم وبارک علی نبینا العالم بما کان وما یکون سیدنا محمد المصطفی شفیع المذنبین وعلی آلہ الطاھرین وصحبہ الطیبین وازواجہ امھات المؤمنین وعلی ابنہ السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی والمجدد الامام احمد رضا البریلوی۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

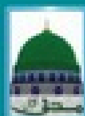
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

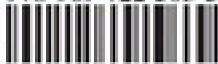


نیت کی برکت سے مغفرت کی دلچسپ حِکایت

منقول ہے کہ ایک عجمی (یعنی غیر عربی شخص) چند آدمیوں (عربیوں) کے پاس سے گزرا جو بیٹھے مذاق اور چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھے۔ (عربی کے جملے سُن کر) وہ غریب سمجھا کہ یہ لوگ ذِکرُ اللہ کر رہے ہیں، اس نے حُسنِ نیت کے مطابق (یعنی اچھی نیت کے ساتھ) اُن کی طرح کہنا شروع کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ پاک نے اچھی نیت کی وجہ سے اُس عجمی کو بخش دیا۔

(قوت القلوب، 2/263)





978-969-722-305-3
01013324





فیضان مدینہ سوق الخضار السابق حي سوداغران کراتشي، باکستان.
UAN+۹۲ ۲۱ ۱۱۱ ۱۱ ۲۵ ۲۶ ۹۲ التحویلة: ۱۱۴۴/۲۶۵۰
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net